جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

صر ان الانسان لفی خسر

العصر

ماہنامہ

پشاور پاکستان

ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

جولائی اگست ۱۹۹۸ء

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمن

Scanned with CamScanner

من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیراً

بے لوث خدام دین ، اور مہمانان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے مخیر مسلمانوں کے لئے

"سنہری موقعہ"

جامعہ عثمانیہ کے توسیعی منصوبہ عثمانیہ کالونی چراٹ روڈ نزد پبی کی وسیع و عریض زمین کی چار دیواری پر کام شروع ہے اس کام کے لئے تخمیناً آٹھ لاکھ اینٹ چھ ٹرک سیمنٹ بجری اور ریت درکار ہے جبکہ ماسٹر پلان کی تیاری کا کام شروع ہے۔

صرف چار دیواری کے مجموعی اخراجات پندرہ لاکھ سے متجاوز ہیں۔ صدقہ جاریہ کے طور پر اپنی حلال آمدنی محفوظ کر کے کئی گنا اضافہ ہونے کا موقعہ ضائع نہ کریں۔

آج ہی اپنی آمدنی آخرت کی کرنسی میں تبدیل کر کے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ کیجئے

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۴ شمارہ ۷

مجلس ادارت
...ر مسئول
...غلام الرحمٰن
...ب مدیر
...ذاکر حسن نعمانی

...فون دفتر نمبر
...۷۳۰-۲-۰۹۱

ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ، جولائی اگست ۱۹۹۸ء

...بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدہم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

فہرست مضامین

صدائے عصر	اداریہ	۲
...سن القرآن	مفتی غلام الرحمٰن	۵
...ارالافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۱۲
...یشت پر بوجھ کس کا	مولانا ذاکر حسن	۱۸
...وبہ سرحد میں عیسائیوں کی یلغار	بشکریہ نوائے وقت	۲۶
...ارتی وزیر اعظم کا کردار		۲۸
...خبار عالم	مولانا حمید اللہ	۳۱
...ی مسلمانوں کے ناگفتہ بہ مصائب و آلام		۳۴
...خبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ	۳۹
...نتقال پرملال	مولانا محمود احمد	۴۲

...شر و دفتر
مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۸ روپے، سالانہ اندرون ملک ۸۰ روپے بیرون ملک ۱۵ ڈالر کی قیمت

Scanned with CamScanner

صدائے عصر

مدیر مسئول

آقا ڈالر کی بے رحمی !!

1998ء جولائی کے دوسرے عشرہ میں پورا ملک معاشی بحران کا شکار رہا اوپن مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت آسمان سے باتیں کرنے لگی مالیاتی اداروں پر بے اعتمادی کی فضاء پیدا ہوکر عوام کو ملک میں اپنی پونجی کے لئے کوئی محفوظ جگہ نظر نہیں آئی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بنک کے لاکرز خالی ہوئے آخر کار حکومت وقت کو بھی ڈالر کی نازسی کے سامنے گھٹنے ٹیک کرنے پڑے اور کھلی مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت پندرہ سولہ روپے کی تفاوت تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ یہ سلسلہ یہاں پر ختم نہیں بلکہ سرکاری اور کھلی مارکیٹ میں ڈالر کی قیمت میں بھاری تفاوت بے شمار مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے یہ معاشی بحران کا فوری ردعمل تھا آگے کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے تاہم اتنا یقینی ہے کہ اگر بحران کے اسباب کا تعین کرکے ازالہ نہ کیا گیا تو انڈونیشیاء اور یوگو سلاویہ جیسے حالات پیدا ہونے کا خطرہ ہے جس سے تعصب، لسانیت اور قومیت کے نام پر سیاست کرنے والے فائدہ اٹھا سکتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تاریخی بحران کیسے اٹھا؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟

حکومت نے اس بحران کی ذمہ داری پریس پر ڈال دی ہے کہ بعض اخبارات نے غیر مصدقہ خبریں شائع کرکے معاشرہ میں تذبذب کی فضاء پیدا کی یہ مصنوعی بحران ہے۔ حکومت اس انتظار میں ہے کہ جب افواہیں اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائیں تو بحران خود بخود ختم ہوجائے گا۔

حکومت کا قومی پریس کو ذمہ دار قرار دینا اپنی ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ نظری کو چھپانے کی ناکام کوشش ہے ممکن ہے چند اخبارات نے غیر ذمہ دارانہ رویہ کا مظاہرہ کیا ہو

Scanned with CamScanner

لیکن حکومت نے اس کا بروقت تدارک نہ کرکے اپنی نااہلی کا ثبوت دیا اگر محض افواہیں اقتصادی اور معاشی میدان کا کایا پلٹ سکتی ہیں تو پھر واقعی بحران کے اثرات کیا ہونگے؟ جب مصنوعی بحران کے سامنے حکومت نہ ٹھہر سکی آخر کار گھٹنے ٹیک کرکے ڈالر کی غلامی قبول کی تو پھر ایک دن خدانخواستہ واقعی بحران حکومت کے لئے جانے کا پیغام ثابت نہ ہوسکتا ہے۔

ہمارے خیال میں ہر بحران کو مصنوعی سمجھنا تجاہل ہے یہ دشمنان اسلام کے مذموم مساعی کا آزمائشی حربہ تھا کیونکہ پاکستان کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا یا ایٹمی طاقت حاصل کرکے کرہ ارض پر ساتویں طاقت بننا کسی کو گوارا نہیں خاص کر پاکستان کی ایٹمی طاقت بننے سے امریکی مفادات کو جو دھچکا پہنچا ہے وہ اس کے قرض اتارنے کے لئے موقعہ کے انتظار میں ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ اگر چہ ہم ایٹمی دھماکہ سے باز رکھنے میں ناکام رہے تو کیوں نہ ایسے حالات جس سے پاکستان کو اپنے کئے ہوئے پر نادم ہونا پڑے۔ ایسا بحران پیدا ہو کہ عوام اٹھ کر حکومت کو جوتے مارے۔

اسباب کی تلاش میں تمام نکات کا ڈالر پر اکھٹا ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ امریکہ ڈالر کے ذریعہ اس میدان میں فعال کردار کا مجرم ہے بلکہ اس سے ایک دوسری بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ امریکہ معاشی بحران پیدا کرکے حکومت کو سی ٹی بی ٹی پر یکطرفہ طور پر دستخط کرنے پر مجبور کرد رہا ہے ایسا نہ ہو کہ حکومت سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرکے خود اپنے پاؤں باندھ لیں اور ایٹم بم صرف ڈیکوریشن کے شو پیس تک محدود نہ رہے۔ امریکی مفادات کے محافظ عناصر میدان عمل میں سرگرم ہیں وہ خیر خواہی کا لبادہ اوڑھ کر پاکستان اور امریکہ کے درمیان تعلقات معمول پر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد حکومت نے کہیں ایسے معاہدہ پر دستخط کیا جس سے دفاعی بجٹ میں تخفیف ہو یا ایٹمی شعبہ میں تحقیق کے دروازے بند کرنے پڑے تو یہ کئے ہوئے کارنامے پر پانی پھیرنے کے مترادف ہوگا۔

یہ قوم سے کئے ہوئے وعدے سے غداری ہوگی تحقیق میدان میں ہمیں کسی قسم کی پابندی قبول نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس شعبہ تحقیق سے اپنے ہاتھ پاؤں باندھنا

Scanned with CamScanner

بے وفائی ہے۔
ہاں یہ ضرور ہے کہ بحرانوں کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر مکمل عقیدہ رکھ کر تیار ہونا چاہئے اور اپنے ظرف کے مطابق منصوبہ بندی سے روگردانی کرنا عبدیت سے منافی ہے ناعاقبت اندیش مشیروں کے بجائے قوم و ملک کے وفادار ذہین اور قابل مشیروں کی رائے اہمیت زیادہ مناسب ہے موجودہ بحران میں اتنی دھماکہ کے وقت بعض ناعاقبت اندیش فیصلوں کا دخل زیادہ ہے جس کے لئے ابھی حکومت بھی پریشان نظر آرہی ہے۔ علاوہ ازیں دینی اقدار کا غلبہ اور معاشرہ میں اسلامی تشخص نمایاں کرکے اسلامی نظام کا نفاذہی ان بحرانوں کا بہترین علاج ہے سودی نظام کا خاتمہ کرکے اسلامی نظام معیشت کو اپنانا وقت کی ضرورت ہے ہمیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اسلام ہی ہمارا تشخص ہے اور ایک بہترین مسلمان بننا ہمارے جملہ مسائل اور مشکلات کا بہترین علاج ہے دشمنان اسلام کے مذموم مساعی اور دجل و فریب سے بچنے کا آزمودہ نسخہ اسلام کو اپنانا ہے یہی ہمارے تحفظ کا ضامن ہے۔ چاہئے کہ اجتماعی طور پر اعمال کی طرف توجہ ہو ہر شخص ملک کی حفاظت اپنی جان سے محبوب جانتے ہوئے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑاتے ہوئے روئے۔

جب معاشرہ میں اسلامی اقدار کا غلبہ ہو عوام و خواص میں اعمال کی رعایت ہو ایک بہترین مسلمان بن کر ہم دنیا میں رہیں تو یہ تمام مشکلات خود بخود دور ہونگیں اور کسی شیطانی حربہ کو کامیابی کا موقعہ نہیں ملے گا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کبھی نہیں بھولنا چاہئے جو فتح شام کے موقع پر آپ نے فرمایا۔

انکم کنتم اذل الناس واحقرالناس و اقل الناس ' فاعزکم اللہ بالاسلام فمھما تطلبوالعز بغیرہ یذلکم اللہ۔

(البدایہ و النہائیہ ج 7-6)

(اے مسلمانو! یقیناً" تم لوگوں میں کمزور ' حقیر اور کم تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی وجہ سے عزت دی جب تم اسلام کو چھوڑ کر دوسری چیز میں عزت طلب کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کریگا۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

Scanned with CamScanner

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمن

والذین یؤمنون بما انزل الیک و ماانزل من قبلک و بالاخرۃ ہم یوقنون!

ترجمہ : اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔

محاسن : ایمان کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں ایک وہ طبقہ تھا جو قبل از اسلام کسی آسمانی دین کے تابع نہیں تھے بلکہ جاہلیت کے رسوم میں مبتلا ہوکر مشرکانہ کردار کے مالک تھے ان کو " مشرکین " کے نام سے یاد کیا جاتا ہے بے تعلیم لوگ تھے سنی سنائی باتوں تک ان کا عقیدہ محدود تھا۔ دوسرا طبقہ تعلیم یافتہ تھا آسمانی دین پر کاربند رہنے کے دعویدار تھے قرآن ان سے "اہل الکتاب" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ یہ عموماً یہودی یا عیسائی تھے جو توریت اور انجیل کو اپنے لئے مشعل راہ سمجھ رہے تھے مفسرین کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ گذشتہ آیت میں ان مسلمان کا تذکرہ تھا جو قبل از اسلام مشرک تھے اور اس آیت میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ جیسے حضرات کا تذکرہ ہو رہا ہے جنہوں نے گذشتہ کتابوں پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرکے قرآن کے سامنے سر تسلیم خم کیا مؤخر الذکر جماعت کی قربانی بڑی ہے اس لئے ان کو دوگنا ثواب دیا جائے گا جبتک گذشتہ کتاب ماننے کی ضرورت تھی ان لوگوں نے اس پر عمل کیا جب قرآن کی دعوت ان تک پہنچی تو انہوں نے اس پر لبیک کہتے ہوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں عافیت سمجھی۔

لیکن دوسری جماعت کی رائے ہے کہ اس حقیقت سے انکار کی گنجائش نہ ہونے کے باوجود دونوں آیات کو ملاکر متقین کی پانچ صفات کا بیان ہے یہ "متقین" کی

Scanned with CamScanner

چوتھی صفت ہے کہ متقین وہ ہیں جو آپ کی طرف نازل کردہ وحی پر ایمان رکھنے کے علاوہ گزشتہ انبیاء کو دی ہوئی کتابوں کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ گزشتہ کتابوں کی حقانیت کا عقیدہ رکھتے ہوئے قرآن کو اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب سمجھے۔

"ماانزل الیک" یعنی جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے کا دائرہ کار صرف قرآن مجید تک محدود نہیں بلکہ اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن کے ساتھ حدیث پر بھی ایمان رکھتا ہو کیونکہ وہ بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ ایک وحی متلو ہے اور دوسری وحی غیر متلو یہی وجہ ہے جو شخص قرآن مانتا ہو لیکن حدیث کا منکر ہو تو اس کو مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن سوال یہ وارد ہوتا ہے کہ گزشتہ ادیان کے دستور میں کچھ احکام ایک دوسرے سے مخالف رہے ہیں خود قرآن اور گزشتہ ادیان کے بعض دفعات ایک دوسرے سے متصادم تھے تو تمام کتابوں پر ایمان لانے کی کیفیت کیا ہے! اس کا جواب یہ ہے کہ گزشتہ کتابوں پر ایمان لانے میں اجمال کافی ہے یعنی مسلمان اس میدان میں یہاں تک مکلف ہے کہ وہ گزشتہ کتابوں کی حقانیت کا عقیدہ رکھے۔ اس وقت کے مطابق ان کتابوں پر ایمان لانا ضروری تھا لیکن قرآن نازل ہونے سے ان تمام کتابوں کی شرعی حیثیت منسوخ ہوئی ابھی وہ کتابیں قابل عمل نہیں رہیں ان کتابوں کے کسی حکم پر عمل کرنے کے لئے اس وقت تک کوئی حیثیت نہیں جب تک قرآن کی سند حاصل نہ ہو۔ اس لئے گزشتہ کتابوں سے ہدایت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں صرف یہ ہے کہ قرآن کسی حکم کو نقل کرکے اس پر رد نہ کرے اور یا زبان رسالت سے کوئی واقعہ صحابہ نے سنا اور اس کی تردید نہ ہوئی ہو۔

جہاں کہیں ان کتابوں کے دیکھنے سے عقیدہ متاثر ہونے کا امکان ہو تو ان کا مطالعہ بھی جائز نہیں تاہم جو شخص اپنے عقیدہ میں مضبوط ہو کتب سابقہ کے مطالعہ سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہو تو پھر بوقت ضرورت ان کتابوں کے مطالعہ میں کوئی حرج

Scanned with CamScanner

قرآن کے انداز بیان پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان کے لئے موجودہ وحی اور گزشتہ ادیان کے کتب کی حقانیت کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے آئندہ کے لئے کسی وحی کا امکان نہیں ورنہ اس کا تذکرہ بھی ضروری لفظ ہے نہیں ہے اس لئے اس آیت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کی دلیل ہے آپ کے بعد نہ کسی پر وحی نازل ہونے کا امکان ہے اور نہ کوئی نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے جو بھی ختم نبوت کے قطعی اور اتفاقی حقیقت کے باوجود کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مرتد اور خارج عن الاسلام ہوگا۔

متقین کی پانچویں صفت آخرت کے بارے میں ناقابل زوال عقیدہ رکھنا ہے قرآن نے یہاں انداز بیان تبدیل کرکے فکر و آخرت سے تعبیر یقین سے کیا۔ آخرت کا صرف جاننا ضروری نہیں بلکہ اس میں عقیدہ کی ایسی کیفیت ہوگی جس پر مرور زمانہ یا حالات کی تبدیلی سے نہ کوئی زوال آئے گا اور نہ کسی موقعہ پر یہ شکوک و شبہات کا شکار ہو جب دلائل کی روشنی میں کسی مسئلہ کی حقیقت انسان پر ایسے درجہ میں کھلے جس میں کسی ادنی شبہ کی گنجائش نہ رہے تو اس کو یقین کہا جاتا ہے اگرچہ یہ باطنی کیفیت ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو دل کی رازوں پر آگاہی ممکن نہیں لیکن پھر بھی کردار و گفتار اور اعمال پر ایسے عقیدہ کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں بدن کے اعضاء درحقیقت دل کے ترجمان ہیں۔ دل میں جو حقیقت اترے جوارح اس کے مطابق عمل کرتے ہیں دل ہی ان کا محور ہے یہی وجہ ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا بدن میں گوشت کا ایک چھوٹا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو پورا بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو تمام بدن خراب رہتا ہے خبردار وہ دل ہے۔

تصور آخرت درحقیقت محاسبہ کا ایسا فعال تصور ہے جس کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ میں نظر آتے ہیں اعمال ہو یا اخلاق معاملات ہو یا سیاسیات غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ میں دیانت داری کی آب یاری محاسبہ سے ہوتی ہے جس شخص کا یہ عقیدہ ہو

کہ میری زندگی کے پیچھے ایک خود کار نظام نصب ہے خلوت ہو یا جلوت میری
کا کوئی حصہ اس نظام سے غائب نہیں اور نہ اس نظام میں کسی خرابی تبدیلی
و تلبیس کا امکان ہے۔ جو بھی کرونگا قیامت کے دن میں اپنے نامہ اعمال
ضرور پاؤں گا ایسے عقیدہ کے بعد مسلمان معاشرہ کا ایک باکردار فرد ثابت ہوگا
نوکر ہو تو اس پر کسی نگرانی کی ضرورت نہیں یہاں اگر یہ تاجر ہو تو اس سے
خدا کے ساتھ کسی زیادتی کرنے کا امکان نہیں اگر یہ بادشاہ ہو تو رعیت پر ظلم
کرسکتا اور اگر غریب ہو تو کسی کی حق تلفی یا ظلم و ستم سے دامن بچانا اس کی
رہے گی تصور آخرت میں جتنا رسوخ پیدا ہوگا بے اعتدالی کے دروازے اس پر
ہوں گے شاید یہی وجہ ہے کہ اس عقیدہ میں یقین سے ادنیٰ کسی مرتبہ سے
نتائج کا حصول ممکن نہیں۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ڈرائیور کو گاڑی چلاتے وقت جب محاسبہ کا تصور دامن
ہو تو وہ روڈ پر چلتے وقت قواعد و ضوابط کی رعایت ضرور کرے گا کیونکہ اس کا
بنا ہوا ہے اگر میں مقررہ قواعد سے خلاف ورزی کروں ممکن ہے میرا پکڑ ہو اور
کہیں اس سے جان چھوٹ جائے تو غلط راستہ پر یا قواعد کی خلاف ورزی
اکسیڈنٹ کا خطرہ ہے جس میں جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا جدید دور میں جہاں
کار مشین گاڑی کی رفتار کے لئے نصب ہوں تو صحرا میں کسی سپاہی نہ ہونے
باوجود قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی پر ڈرائیور تیار نہیں ہوتا ہے ایسا ہی اعمال
کردار کی دنیا میں مسلمان کی مثال ہے کہ وہ آخرت کے قطعی عقیدہ رکھتے ہو
معاشرہ میں فعال اور بامعنی کردار کا مالک رہے گا۔

Scanned with CamScanner

توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی مذموم کوشش

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب پشاور

ایک اخباری روزنامے نوائے وقت مورخہ 27 جون 1998ء کی اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان نے اقلیت اور مغربی قوتوں کے دباؤ میں آکر دفعہ 295(c) توہین رسالت میں willfully یعنی بالارادۃ لفظ بڑھانے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔

اس مذموم لفظ بڑھانے میں غیر مسلم اقلیت اور خصوصاً" عیسائی ' جن کی پشت پناہی مغربی ممالک کر رہے ہیں کے لئے اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجانے اور جرم کی سزا سے بچنے کے لئے ایک گھناؤنی سازش اور تدبیر ہے۔

مغربی عیسائی ممالک اور امریکہ اور یہود و ہنود کبھی بھی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور خصوصاً" پاکستان کے خیر خواہ نہیں رہے اور نہ ہوجائیں گے قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ " ولن ترضٰی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم ء آلایۃ البقرۃ ترجمہ : ہرگز آپ سے یہود اور نصاری خوش اور راضی نہیں ہوجائیں گے جب تک آپ ان کے دین اور ملت کے تابع نہ ہوجائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لفظ بڑھانے سے دفعہ 295 (c) کو معطل کرانا ہے کیونکہ ہر شخص ایسے جرم کے ارتکاب کے بعد یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا ارادہ تنقیص اور ہتک کا نہیں تھا میں خود شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ اور قاضی عیاض اور دیگر فقہائے ملت رحمتہ اللہ تعالیٰ اجمعین سے اس بات میں مکمل اتفاق کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں ہر قسم کے صریح اور تعریض اور کنائی اور اشارتی الفاظ تنقیص اور ہتک ممنوع اور قابل سزا اور سنگین جرم ہے ان میں متکلم یا کاتب مراد ہتک ہو یا یہ دعویٰ کرے کہ میرا مراد ہتک اور تنقیص

Scanned with CamScanner

نہیں جب تک یہ شخص مجنون اور مضطر اور مسکرہ نہ ہو۔

تمام مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ "یاایھالذین آمنو لاتقولوا راعنا وقولو انظرنا و اسمعوا وللکٰفرین عذاب الیم (البقرہ ۱۰۴) مسلمانوں کو راعنا لفظ کہنے سے منع کرنے کے لئے نازل اس لئے کی گئی ہے کہ اس لفظ میں نقص و ہتک کا احتمال تھا اور یہود بھی یہی لفظ اپنے مذموم غرض، ہتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے استعمال کیا کرتے تھے اور جب ان یہود کو حضرت سعد بن معاذ نے ڈانٹا اور قتل کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ارادہ اس لفظ سے ہتک اور تحقیر کا نہیں یہ لفظ تو آپ مسلمان بھی استعمال کرتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں اس قسم کے الفاظ سے صراحۃ منع نازل ہوا اور اس میں ارادے اور غیر ارادے کی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔

اس طرح یہودیوں کے سلام کے جواب میں صرف وعلیک کہنے کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متفق علیہ حدیث شریف میں آیا ہے کیونکہ یہود السلام علیک کی جگہ السام علیک یعنی تم پر مرگ اور ہلاکت ہو کہا کرتے تھے اور پھر گرفت پر یہ کہ ہمارا مقصد صحیح ہے اور ہم السلام علیک کہتے ہیں۔

کافروں کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہتک آمیز اور تنقیص اور تحقیر کے الفاظ اور جملے استعمال کرتے ہیں اور پھر یہ کہتے چلے آرہے ہیں کہ ہمارا ارادہ تحقیر ہتک کا نہیں یہ تو آزادی فکر جمہوریت حریت افکار اور علمی تحقیق اور تقاضوں کے مطابق کرتے ہیں اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ انہوں نے رسوائے زمانہ شاتم رسول، شیطانی آیات کے مصنف سلمان رشدی اور مصنفہ سیمہ گل آف بنگلہ دیش کو سیاسی مذہبی پناہ دینے کے ساتھ نہایت اعزاز و اکرام اور انعامات سے نوازا ہے جنہوں نے اپنی مکروہ تصنیفات اور اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازواج مطھرات کی شان اقدس میں گستاخی کی ہیں۔

لہذا مذ... دفعہ 295 (سی) میں لفظ بالارادۃ یعنی willfully کا بڑھانا غیر شرعی اور ناجائز

اقدام ہے جس میں غیر مسلم اقلیت خصوصاً عیسائیوں کی شرارت اور فریب کاری ہے اور ان کے پیچھے مغربی قوتوں کا دباؤ اور استعماری مظاہرہ ہے اور اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہر قسم کی گستاخی کرنے کے لئے دروازہ کھول دینا ہے حکومت پاکستان کو اپنے دین اسلام اور ملک کے وقار کو اور تمام عالم اسلام کے جذبات و احساسات کا خیال رکھتے ہوئے بیرونی دباؤ سے آزاد رہنا چاہئے اور دینی غیرت کو سب سے مقدم رکھنا چاہئے۔

محمد حسن جان

سنہری موقع !!!

درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء

SPECIALIZATION IN FAQA-ISLAMI AND IFTA

کے طلباء کے لئے تحقیق و ریسرچ کے مراحل میں مراجع و ماخذ کی دستیابی میں مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے مجلس شوریٰ نے چھٹے تعلیمی سال کے تخمینی بجٹ میں اولین مرحلہ میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے (1'30'000) کی کتابیں خریدنے کی منظوری دی ہے ۔

اگر آپ ایک صحیح عالم دین کی بے لوث دینی خدمات میں قیامت تک صدقہ جاریہ کے طور پر شریک ہونا چاہتے ہیں اور یقیناً چاہتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا مقدس نام لے کر کتابیں خریدنے کا سنہری موقع ضائع نہ

دارالافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں؟

کہ افغانستان کا روسی تسلط سے آزادی کے بعد جب ہم نے ہجرت کی زندگی کو خیر
کہہ کر اپنے ملک کی آزادی کا سوچا بدقسمتی سے جہادی احزاب کے مابین اختلافات
وجہ سے اگرچہ ہمارے ملک میں ایک مستقل حکومت قائم نہ ہوسکی پھر بھی حضر
مجددی صاحب اور جناب ربانی صاحب کی حکومت کے ادوار اس ملک پر گزرے ا
دوران ہم نے مجاہدین کے بیواؤں، یتیموں اور معذوروں کی خیر خواہی کے لئے جلا
آباد کے قریب ایک غیر آباد لامالکہ لامزروعہ موات زمین آباد کی قرب و جوار
لوگوں نے کسی قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہم نے یہاں پر علاقائی والی کے مشورہ
باقاعدہ ایک منصوبہ کے تحت آبادی کی اس علاقہ کے تصرفات کو دیکھتے ہوئے
اوقات علاقائی والی کے علاوہ مرکزی حکومت کے ارباب اقتدار نے بھی دورہ کیا
ازاں موجودہ طالبان حکومت کے جناب امیرالمومنین کی طرف سے بھی اجازت
تحریری مواد موجود ہیں۔

کیا یہ زمین موات کے زمرہ میں ہوکر ہماری آبادی جائز ہے یا نہیں ہم اہلیان تر
آبادی کی وجہ سے مالک بن سکتے ہیں یا نہیں اور اگر موجودہ حکومت یہ زمین ہم
واپس لینا چاہئے تو لے سکتی ہے یا نہیں۔

بیوہ اور

اہلیان مجمع الجہاد جلال آباد افغانستان

جواب و باللہ التوفیق :

جس زمین پر آپ لوگوں نے آبادی کی ہے اس کی اصلی حالت استفتاء میں مبہم ہے جس کو صرف "لامالکہ اور لامزارعہ موات" کہا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان حالات کی بناء پر افغانیوں کی کثیر تعداد ابھی تک پاکستان ایران اور دوسرے ممالک میں مہاجرین کے نام سے آباد ہیں یہ لوگ وطن کے ناموافق حالات کی بناء پر واپس جانے کا نام نہیں لیتے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی زمینیں بھی افغانستان میں مالک کے سایہ کے لئے ترس رہی ہوں گی اگر کہیں ایسی زمین ہو جس کا مالک موجود ہو لیکن حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے اپنی زمین تک رسائی مشکل ہو تو ایسی زمین کو موات کے نام سے قبضہ کرنا جائز نہیں ایسی صورت میں جہاں کہیں اصلی مالک ہو تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے اگر حاکم وقت ایسی زمین کسی کو دے دے اور اس کو آباد کرے تو اس کے باوجود بھی یہ اس کا مالک نہیں بن سکتا۔

والدلیل علی ذالک ما فی الاحکام السطانیة : الضرب الثانی : ما کان اسلامیا جری علیه ملک المسلمین ثم ضرب حتی صار مواتا عاطلا ففقیہ روایتان ' احدٰهما لایملک بالاحیاء سواء عرف اربابه اولم یعرفوا والثانیة ان عرف اربابه لم یملک بالاحیاء وان لم یعرفوا ملک بالاحیاء

(228/2)

ترجمہ: دوسری قسم زمین وہ ہے جو کسی مسلمان حاکم کی زیر حکومت رہی پھر زوال کا شکار ہوکر معطل ہونے کے بعد موات بنی پس اس میں دورائے ہیں ایک رائے یہ ہے کہ ایسی زمین آباد کرنے سے کسی کی ملکیت نہیں بنتی خواہ اس کا مالک معلوم ہو یا معلوم نہ ہو دوسری روایت یہ ہے کہ اگر مالک معلوم ہو پھر تو آباد کرنے سے مملوکہ نہیں بنتی البتہ اگر مالک کا پتہ نہ ہو تو پھر آباد کرنے سے مملوکہ بن سکتی ہیں۔

پس اگر مسئولہ زمین واقعی موات شرائط پر پوری اترتی ہو تو پھر مجاہدین شہداء کے خاندان ورثاء یا دوسرے معذورین نے آپس میں یہ زمین طالبان حکومت کے پیش رو

حکومت کی اجازت سے اس کی تعمیر کی ہو تو بظاہر گذشتہ حکومت کی اجازت
زمین کی آبادی کے لئے کافی ہے کیونکہ گذشتہ ربانی حکومت میں اگر چہ اسلامی
کا اتنا غلبہ تھا جس کا مظاہرہ اور مشاہدہ موجودہ طالبان حکومت میں ہو رہا ہے لیکن
بھی زیر قبضہ علاقوں میں علماء اور مجاہدین کے تعاون اس کی قدرت کچھ حد
مسلم تھی اور بین الاقوامی میدان میں ربانی حکومت تسلیم کی گئی تھی اس لئے احیاء
موات کے لئے جہاں کہیں گذشتہ حکومت نے اجازت دی ہو یا موجودہ اسلامی
کے جناب امیرالمومنین کی طرف سے ایک دفعہ اجازت ملی ہو تو پھر متعلقہ اشخاص
کے مالکانہ تصرفات کی وجہ سے مسئولہ زمین ان کی ملکیت متصور ہوگی۔

واضح رہے کہ احیاء موات میں امام کی اجازت جہاں کہیں حضرت امام ابو حنیفہ نے
ضروری قرار دیا ہے اس میں بنیادی طور پر کئی لوگوں کے آپس میں تنازعہ کے اختلاف
کا دفعیہ ہے یعنی امام کی اجازت جہاں کہیں نہ ہو ممکن ہے ایک موات زمین کے
بارے میں کئی لوگ میدان میں کود پڑیں اور ہر ایک قبضہ کرنے کی کوشش کرے
ایسی صورت میں اس فتنہ و فساد ختم کرنے کے لئے حکام وقت کی اجازت ضروری
ہے ورنہ بذات خود حدیث مبارک میں مطلق احیاء ہی ملکیت کا سبب قرار دیا گیا ہے
اس کی نشاندہی قاضی ابو یوسف نے ہارون الرشید کے نام ایک تفصیلی مراسلہ میں کی
ہے آپ نے فرمایا۔

فاذالم یکن فی ھذہ الا رضین اثربناء ولازرع ولم تکن فیئا
لاھل القریۃ ولامسرحا ولاموضع مقبرۃ ولا موضع
محتطبھم ولا مرعی دوابھم واغنامھم ولیست بملک
لاحدولافی یداحد فھی موات فمن احیاھا و احیامنھا شیئا
فھی لہ ولک انتقطع ذالک من احببت ورءیت و تواجرہ نعمل
فیہ بماتری انہ صلاح و کل من احیا ارضا مواتا فھی لہ وقد
کان ابوحنفیۃ یقول من احیا ارضا مواتا فھی لہ اذا اجازہ الامام
و من احیا ارضا مواتا بغیر اذن الامام فلیست لہ و للامام ان

یخرجها من یده ویصنع فیها مارء ی من الاجارة و الاقطاع و
غیر ذالک قیل لابی یوسف ماینبغی لابی حنیفة ان یکون
قدقال هذا الامن شئی لان الحدیث قد جاء عن النبی صلی اللہ
علیه و آله وسلم انه قال من احیاارضا مواتا فهی له فبیں
لناذالک الشئی فانا نرجوا ان تکون قدسمعت منه فی هذا شیئا
یحتج به قال ابو یوسف حجته فی ذالک ان یقول الاحیاء
لایکون الاباذن الامام ارء یت رجلین اراد کل واحد منهما ان
یختاد موضعا واحدا وکل واحد منهما منع صاحبه ایهما احق
به ارء یت ان ارادرجل ان یحیی ارضا میتة بفناء رجل و
هومقر علی ان لاحق له فیها فقال لاتحیها فانها بفناء نی و
ذالک یضرنی فانما جعل ابوحنیفة اذن الامام فی ذالک هاهنا
فصلا بین الناس فاذا اذن الامام فی ذالک الانسان کان له ان
یحیها و کان ذالک الاذن اجزا مستقیما واذا منع الامام احدا
کان ذالک المنع جائز ولم یکن بین الناس التشاح فی
الموضع الواحد ولا الضرار فیه مع اذن الامام و منعه (کتاب
الخراج لقاضی ابی یوسف 69،70)

ترجمہ: جب ان مذکورہ زمینوں میں آبادی کی نشانیاں نہ ہوں اور نہ اس میں زراعت ہوتی ہو نہ لوگوں کو متعلقہ گاؤں والوں کو غنیمت میں ملی ہو نہ ان کے علاقائی ضروریات مقبرہ لکڑی کی جگہ چوپایوں اور بکریوں کے چرنے کی جگہ ہو نہ کسی کی ملکیت ہو اور نہ کسی کے قبضے میں ہو تو یہ زمین موات متصور ہوگی پس جس نے یہ زمین آباد کی یا اس کا کچھ حصہ آباد کیا تو یہ زمین اس کا ہے تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تم یہ زمین ایسے شخص کے حوالے کرو جس کو تم موزون جانتے ہو یا اجارہ پر دیدیں جو صورت بھی تمہیں زیادہ قابل عمل نظر آئے اور جس نے موات زمین کو آباد کیا پس وہ اس کے لئے ہے۔

۳۰۔۳

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے موات زمین آباد کی یہ تب اس کی ملکیت بنتی ہے جب امام اس کی اجازت دے اور جس نے امام کی اجازت کے بغیر موات زمین آباد کی تو وہ اس کا مالک نہیں بنتا حاکم وقت کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ بغیر اجازت آباد کرنے والے کو زمین سے بے دخل کرے اور اس میں کسی کو ملکیت پر دینا یا اجارہ پردینے کی صوابدیدی اختیارات بروئے کار لائے۔

امام ابو یوسف سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی عظمت اور دور اندیشی سے یہ دور نہیں کہ انہوں نے لازمی طور پر کسی بنیادی وجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے امام کی اجازت شرط قرار دی ہو کیونکہ حدیث تو اس کے بارے میں ہے جو وارد ہے اس میں مالک کا تذکرہ نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے موات زمین آباد کی وہ اسی کا ہے ہمیں اس کے بارے میں کچھ بتائیں امید رکھتے ہیں آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں کچھ سنا ہوگا جس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے یہ شرط ضروری قرار دی امام ابو یوسف نے فرمایا اس کے بارے میں آپ کی دلیل یہ ہے کہ موات امام کی اجازت کے بغیر جائز نہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر دو آدمی کسی ایسی زمین کے بارے میں اصرار کریں ہر ایک یہ چاہتا ہو کہ یہ میں آباد کروں اور ہر ایک دوسرے کو منع کرتا ہو ایسی صورت میں کون اس کا زیادہ حقدار ہے یا کہیں ایسی صورت ہو کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی آباد کی ہوئی زمین کے ساتھ زمین آباد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس کا بھی اقرار کرتا ہو کہ میرا اس میں کوئی حق نہیں لیکن اس کے باوجود وہ اسے کہے کہ تم اسے آباد نہ کرو یہ میرے قریب واقع ہے تمہاری آبادی سے مجھے تکلیف ہے پس امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم وقت کی اجازت ایسی صورت میں جھگڑا ختم کرنے کے لئے ضروری قرار دیا ہے پس جب حاکم وقت نے کسی شخص کو آباد کرنے کی اجازت دی اس کا حق ہے کہ وہ اسے آباد کرے امام کی یہ اجازت جائز اور درست متصور ہوگی اور اگر کسی کو امام آبادی سے منع کرے تو اس کا منع کرنا بھی جائز ہوگا امام کی اجازت کی صورت میں کسی ایک جگہ کے بارے میں متعدد لوگوں کی قابضانہ کوشش نہیں ہوگی اور نہ ہی کسی

Scanned with CamScanner

تکلیف ہوگی ایک دفعہ جب امیر کسی کو باقاعدہ آبادی کی اجازت دے اور وہ موات زمین آباد کرے تو حدیث مبارک کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے آباد کرنے کو ملکیت کا استحقاق حاصل ہوتا ہے یہ اس کے دیگر جائیداد مملوکہ کا ایک حصہ بن جاتا ہے اس کے علاوہ موجودہ امیر کسی دوسرے وقت میں یا بعد میں آنے والے دوسرے امیر کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مملوکہ زمین اس سے چھین کر اس کو بے دخل کرے۔

کما قال ابو یوسف : ولیس لامام ان یخرج شیئا من ید احد الا بحق ثابت معروف (الخراج لقاضی ابی یوسف 17)

اور حاکم وقت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ثابت معروف حق کے بغیر کسی سے کوئی زمین چھین کر اس کا قبضہ ختم کرے۔

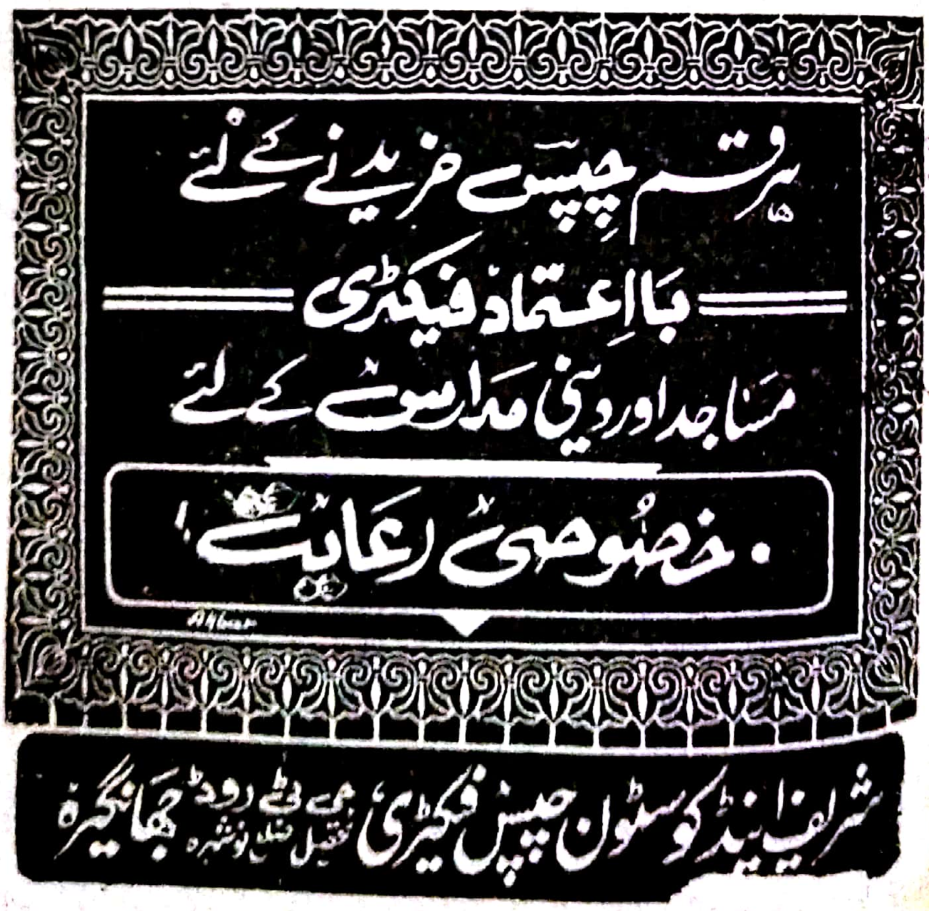

معیشت پر بوجھ کس کا

ایک گھر، خاندان، علاقہ، ملک اور دنیا کی سطح پر دیکھا جائے تو کمانے والے کم ہوتے ہیں اور کھانے والے زیادہ ۔ اکثر گھروں اور گھرانوں میں کمائی والا ایک ہوتا ہے لیکن اس کے زیر کفالت کئی افراد ہوتے ہیں۔ کمانے والا اپنی چادر کو دیکھ کر پاؤں پھیلاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر آدمی جانتا ہے کہ کمانا اور کمائی اپنے اختیار سے باہر ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس ماہ یا اس سال کتنی آمدنی آئے گی۔ اگر چہ ذرائع آمدن معلوم اور متعین ہوں۔ اس لئے کہ حوادثات کا خطرہ رہتا ہے۔ لیکن کمائی ہوئی رقم ہر انسان بہ اختیار خود خرچ کرتا ہے۔ ہر آدمی سوچ سمجھ کر اسراف اور تبذیر سے بچتے ہوئے رقم خرچ کرتا ہے ۔ اپنی کمائی سے کچھ رقم بچانے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو انسانی حرص ہے کہ اس کی فطرت میں بچت کا مادہ موجود ہے دوسری وجہ اس کی دور اندیشی اور عقل مندی ہے کہ انسانی ضروریات کے علاوہ کبھی ہنگامی طور پر اچانک مزید رقم کی ضرورت پڑ جائے تو کہاں سے حاصل کروں گا۔ مثلاً گھر میں اچانک کوئی بیمار پڑ جائے۔ میت ہوجائے، ایکسیڈنٹ واقع ہوجائے یا اس کے کسی رشتہ دار اور دوست کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہوئی تو ایسے ہنگامی موقعوں پر گھر میں یا بنک میں پڑی ہوئی رقم سے کام چلا لیتا ہے۔

ملکی سطح پر کمائی

حکومت اور بادشاہت کی بنیادی اکائی ایک گھرانا اور خاندان ہے مختلف خاندانوں کے بڑھنے سے ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اس طرح آئستہ آئستہ ایک بڑا ملک بن جاتا ہے۔ جس میں ہر قسم کے خاندان اور قومیں اور قبیلے بستے ہیں۔ ان سب

خاندانوں اور قبیلوں کا ملکی سطح پر ایک سربراہ یعنی بادشاہ ہوتا ہے۔ جس کو ملکی اختیارات سونپے جاتے ہیں۔ جس طرح گھر کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ وہ بہ طریق احسن گھر کا انتظام چلاتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ کہیں گڑ بڑ نہ ہوجائے۔ اس طرح ملکی سطح کے سربراہ کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ملکی باگ ڈور کو اچھی طرح سنبھالے۔ ملکی سطح پر مختلف ذرائع آمدن ہوتے ہیں۔ ان ذرائع آمدن میں ملک کے بہت افراد کا حصہ ہوتا ہے۔ کسی کا کم کسی کا زیادہ۔ ملکی سطح پر کمانے والے افراد کم ہوتے ہیں اور کھانے والے زیادہ مثلاً" ریلوے ' پی آئی اے ' ڈاک خانہ اور واپڈا وغیرہ کما رہے ہیں اور تینوں افواج (بری ' بحری ' ہوائی) پولیس تعلیم ' ہسپتال اور ملکی انتظامیہ وغیرہ اس کمائی کو شیر مادر کی طرح استعمال کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ تعلیم سے مراد ان کی صرف سکول ' کالج اور یونیورسٹی کی تعلیم ہے۔ اس میں دینی علوم اور مدارس داخل نہیں۔ ان کے زعم میں مدرسہ کا فارغ التحصیل تعلیم یافتہ نہیں کہلاتا۔ جس عالم نے ایم اے بھی کیا ہو تو سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ یہ عالم تعلیم یافتہ بھی ہے۔ عجیب بات ہے کہ دیوبند کا فاضل تعلیم یافتہ نہیں اور عقلی ' تجرباتی اور مشاہداتی علوم لارڈ میکالے اور انگریزوں کی طرز پر پڑھنے والا تعلیم یافتہ ہے۔

لہذا بجٹ میں ہر سال تعلیم کے نام سے جو اربوں روپے مختص کئے جاتے ہیں تو اس میں مدارس دینیہ کے لئے ایک پائی بھی نہیں ہوتی۔ اس سے ہر دور حکومت کا تصور آخرت بھی معلوم کرنا آسان ہے۔

صحیح صرف

ہر حال دین پر نہ سہی دنیا پر کمائی ہوئی رقم خرچ کی جائے تو پھر اس میں بھی قواعد و ضوابط کی رعایت ضروری ہے۔ جیسے گھر کا سربراہ ایک ایک پائی بڑی احتیاط کے ساتھ خرچ کرتا ہے۔ اس خرچ میں متوقع آمدن کا لحاظ انتہائی ضروری ہے۔ گھر کا جو فرد

۲۰۷

Scanned with CamScanner

متوقع آمدن سے زیادہ بجٹ مقرر کرے تو خسارہ کو پورا کرنے کے لئے منفی ذرائع استعمال کرتا ہے۔ مثلاً" چوری اور رشوت سے اپنا خسارہ پورا کرتا ہے حکومت کی سطح پر جب اسراف اور تبذیر سے کام لیا جائے۔ تو بجٹ ہمیشہ خسارہ والا ہوتا ہے اس خسارہ کو پورا کرنے کے لئے حکومت کبھی پرائز بانڈز چھاپتی ہے جس میں سود اور جوا کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ یہ ان کے پاس ایک قانونی راستہ ہوتا ہے۔ اس خسارہ کو پورا کرنے کے لئے جو تباہ کن راستہ اختیار کیا جاتا ہے وہ ہے ناجائز ٹیکسوں کا نفاذ یا مقرر ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ ہے۔ اس میں جو بالواسطہ ٹیکس ہوتے ہیں اس کا سارا بوجھ غریب عوام اور صارفین برداشت کرتے ہیں۔ بظاہر ٹیکس ایک فیکٹری کے مال پر عائد کرتے ہیں لیکن مالک مال اس کو پیداواری مال کی قیمت میں جمع کردیتا ہے۔ چنانچہ اکثر مصنوعات پر ٹیکس کی قیمت لکھی ہوتی ہے۔ یہ اضافی رقم خواہی نہ خواہی غریب صارفین ہی کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ ساری سکیمیں ان لوگوں کی ہیں جو یورپ سے اقتصادیات کی ڈگریاں حاصل کرکے اپنے ملک تشریف لاتے ہیں اور غریب عوام کو اپنے ستم کا نشانہ بناتے ہیں پتہ نہیں ان لوگوں کو اسلام کے مالیاتی نظام سے کیوں دشمنی ہے۔ اسلام کے مالیاتی نظام کے خلاف کرکے اور غریب لوگوں کو ظلم کی چکی میں ٹھونسنے کے بعد خوش ہیں کہ ملک و قوم کی ترقی کے لئے بڑا کام کر رہے ہیں۔ پتہ نہیں یہ لوگ کب اسلامی تعلیمات کی طرف راغب ہوں گے۔

ملکی آمدنی کھانے والے کون ہیں

ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ بڑا مشکل ہے لیکن مختصراً" ان کا بیان ضروری ہے۔ اس بیان کا یہ مقصد نہیں کہ ان پر خرچ ہی ناجائز اور غیر صحیح ہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ ان پر اسراف اور تبذیر کے طور پر خرچ ملکی معیشت پر کمرتوڑ بوجھ ہے۔

(1) انتظامیہ: ملکی نظام چلانے کے لئے وزیراعظم اور ان کی کابینہ ہوتی ہے ایک صدر ہوتا ہے کئی وزراء اعلیٰ اور کئی گورنر پھر ان سب کی بڑی بڑی عالیشان سرکاری

کوٹھیاں اور لمبی لمبی قیمتیں کاریں اور سرکاری مراعات ان پر اٹھنے والے اخراجات کا سننا بھی ناقابل برداشت ہے۔ اول تو یہ سارا سیاسی نظام غیر اسلامی ہے۔ اسلامی لحاظ سے نہ سہی عقلی لحاظ سے بھی سوچا جائے تو جو کچھ ہورہا ہے وہ عقل سلیم کے نزدیک جائز نہیں۔ جب وزیراعظم موجود ہے تو صدر کی کیا ضرورت ہے۔ صدر کے ساتھ اس کے جملہ لوازمات ' صدر ہاؤس اور دیگر اخراجات فضول ہیں۔ وزیراعلیٰ ہے تو گورنر کی کیا ضرورت ہے۔ گورنر ہاؤس اور اس جملہ اخراجات مفت کا بوجھ ہے۔ قومی اسمبلی ہے تو سینٹ کی کیا ضرورت ہے پھر سینٹ ممبران کے انتخاب میں عوام کا کتنا دخل ہے۔ ان کو جو فنڈز ملتے ہیں کیوں۔ چند وزیروں کی جگہ حکومت کے استحکام کی خاطر زیادہ وزیر کیوں لئے جاتے ہیں۔ کیا ان سے مراعات چھین لئے جائیں تو قوم کے لئے کوئی خادم ملے گا۔ مشکل سے کوئی سامنے آئے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پابندی یہ لگائی تھی کہ کوئی والی اور گورنر برزون گھوڑے پر سواری نہیں کرے گا۔ آج کل اس کی مثال مرسیڈیز ' لینڈ کروزر اور پجارو ہے۔ عام گھوڑے پر سواری کریں۔

جیسے مثلاً" آج وزیراعظم کو سوزوکی کار میں بٹھادیں۔ دوسری پابندی یہ تھی کہ میدے کی روٹی نہیں کھائے گا۔ اس کی مثال آج کل پی سی اور میرٹ ہوٹل کے بڑے بڑے کھانے ہیں۔ کیا آج کا وزیر دال ساگ کھانے کو تیار ہے۔ تیسری پابندی یہ تھی کہ ململ کا کپڑا نہیں پہنے گا۔ اس کی تو آج کل مثال دینا مشکل ہوگیا۔ ہر وزیر ہر اجلاس کے لئے کیسے قیمتی لباس کے ساتھ آرام دہ کرسی پر براجمان ہوتا ہے ابھی کلف کئے ہوئے کپڑوں کی استری معمولی طور پر ٹوٹنے نہیں پاتی کہ کار سے دوسرا استری شدہ جوڑا ہینگر سے نکال کر پہن لیتے ہیں۔ کیا آج کا وزیر سادہ لباس نہ سہی بغیر استری کے کپڑے پہنے اجلاس میں شرکت کا روادار ہے۔ انڈیا کا لیڈر تو اقوام متحدہ میں بھی دوپلی ٹوپی پہن کر جاتا ہے لیکن مسلمانوں کا لیڈر صورت و سیرت انگریزوں کی اختیار کرکے جاتا ہے۔ ان کے لباس میں جو تکلف ہے سب کو معلوم ہے۔ چوتھی پابندی یہ تھی کہ ذاتی کاروبار نہیں کرے گا۔ آج دیکھ لو ہر وزیر اور

رکن اسمبلی کا ذاتی کاروبار ' فیکٹریاں اور ٹھیکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ذاتی دولت بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں اور حکومتی مشینری کو اسی مقصد کے لئے استعمال کرتے ہیں بلکہ آج کل کی سیاست کا مقصد ہی دولت کا کمانا ' بڑھانا اور حفاظت ہے اور یہ سب کچھ اسی وقت ہوگا جب حکومت و اقتدار میں ہو یا کم از کم سیاسی پارٹی کا لیڈر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نادہندگان یہی لوگ ہیں۔ آج اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ پابندیاں عائد کی جائیں تو میرے خیال میں ملک و قوم کا خیر خواہ لیڈر اور خادم دور بین میں بھی نظر نہ آئے گا۔ ہم یہ کیسے باور کرلیں کہ موجودہ لیڈر مخلص ہے۔ اللہ کے نام پر ایک پائی خرچ نہیں کرتا اور اقتدار تک پہنچنے کے لئے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ خرچ کرتا ہے۔

(2) افواج : ملکی سرحدات کی حفاظت کے لئے افواج کا وجود بمع جدید اسلحہ کے ناگزیر ہے لیکن دفاع کے نام اور آڑ میں جو بے اعتدالیاں ہو رہی ہیں وہ معیشت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں ایک ایک فوجی افسر کے بنگلے میں کئی کئی بٹ مین کام کرتے ہیں۔ پاک افواج میں نصف تعداد تو ان کی ہے۔ بڑے بڑے بنگلوں میں رہ رہے ہیں پولو کھیلنے کے لئے قیمتی گھوڑے پال رکھے ہیں اور ہر گھوڑے کے لئے ایک رکھوالا۔ گھوڑے کی خوراک اور رکھوالے کی تنخواہ معیشت پر اضافی بوجھ ہے انہی مراعات اور ٹھاٹ کی وجہ سے فوجی افسر اپنے بیٹے کو فوجی افسر بناتا ہے۔ بہت کم ایسے ہوں گے جو جذبہ جہاد کی وجہ سے فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔

(3) عدالتیں : ملک میں اس وقت کئی عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ لیبر کورٹ ' سیشن کورٹ ' ہائی کورٹ ' سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت الگ ہے۔ ان کے لئے عالیشان ائرکنڈیشنڈ عمارتیں ہیں۔ جن کا ٹیلی فون گیس اور بجلی بل لاکھوں روپے ہوتا ہے۔ کیا ان کے لئے سادہ عمارتیں نہیں بنا سکتے اس طرح بے شمار ججز اور پھر ان کے مراعات باوجود اس کے کسی کو انصاف نہیں مل رہا۔

(4) افسر شاہی : یہ تو انتہائی اہم اور خطرناک طبقہ ہے ملک کی اصل باگ ڈور انہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے دیمک کی طرح اس کو چاٹ رہے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ پاکستان کو کھوکھلا کرنے میں ان کا اہم کردار ہے۔ پورے ملک کو لوٹ لیتے ہیں لیکن کاغذی کارروائی میں معصوم فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ایک طویل عرصہ تک قوم و ملک کی دولت کو دسیوں انگلیوں کے ساتھ جمع کرتے ہیں۔ اقتدار والوں کو انگلیوں پر نچاتے ہیں کبھی دونوں گٹھ جوڑ سے کام لیتے ہیں۔

(5) تعلیم: تعلیم کے لئے ہر سال اربوں روپے بجٹ میں مختص کئے جاتے ہیں لیکن آج جتنی محکمہ تعلیم کی حالت کمزور ہے وہ کسی محکمہ کی نہیں۔ اتنے خرچوں کے باوجود تعلیمی پوزیشن کمزور ہے ملک کے لئے ہر میدان میں کارآمد رجال کار میسر نہیں ہو رہے۔ اس غلط کارکردگی کی وجہ سے بے شمار پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھل گئے۔ یہاں تک کہ اب تو میڈیکل اور انجینئرنگ کالج بھی کھل گئے۔ پہلے میرٹ اور قابلیت کی بنیاد پر ڈاکٹر اور انجینئر بنتے تھے۔ لیکن اب دولت کے بل بوتے پر ڈاکٹر اور انجینئر بن رہے ہیں ایسے لوگ ملک و قوم کی کیا صحیح خدمت کریں گے۔ اگر چہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی آبادی کا بھی دخل ہے لیکن بڑی وجہ غلط کارکردگی ہے ایسے علاقوں میں سکول ہیں جہاں سٹاف بالکل نہیں ہوتا یا بہت کم حاضری دیتے ہیں ان علاقوں سے کوئی بچہ بڑھ کر کیسے آگے نکلے گا۔ بااختیار لوگوں نے اپنے الگ تعلیمی ادارے بنالئے آرمر اکیڈیمی اقبال اکیڈیمی، فوجی فاؤنڈیشن، ایف جی سکول و کالج، پی ایف سکول و کالج، کانوینٹ سکول اور دیگر انگلش میڈیم ادارے اور غریب عوام کے لئے سرکاری سکول چھوڑ دیئے۔ لہٰذا ان تعلیمی اداروں پر فضول رقم خرچ ہو رہی ہے۔

(6) کھیل: صحیح صحت کے لئے ورزش ضروری ہے اپنے بدن اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مختلف تفریحی کھیل ہیں۔ انفرادی طور پر آدمی ورزش کرسکتا ہے اجتماعی منصوبہ بندی بھی ہوسکتی ہے جس کے لئے ہر شہر میں کھیلوں کے میدان ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں کھیل کے نام سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے ان میدانوں اور ٹیموں پر کروڑوں روپیہ فضول خرچ ہو رہا ہے۔ کھیلوں میں سوائے ترقی کے کیا ہے وہ بھی جیتنا بڑا مشکل کام ہے پھر کسی کام بھی نہیں آتی۔ پوری قوم

Scanned with CamScanner

کرکٹ کے پیچھے پڑی ہوئی ہے دولت اور وقت کا زبردست ضیاع ہے۔ اب خواتین کی ٹیمیں بھی آگئیں۔ ان ٹیموں کو سرکاری خرچوں پر باہر بھیجا جاتا ہے۔ پوری قوم ان کے ہار جیت کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ان پر اٹھنے والے اکثر اخراجات معیشت پر اضافی بوجھ ہیں۔ ایک اخباری بیان کے مطابق موجودہ بجٹ میں کھیلوں کی ترویج کے لئے 212 ملین (اکیس کروڑ بیس لاکھ) روپے مختص کئے گئے ہیں یہ انتہائی ظلم ہے۔

(7) ثقافت : ثقافت کے نام پر بھی بے دریغ دولت لٹائی جاتی ہے۔ ملک کے اداکاروں اور فنکاروں کو سالانہ ایوارڈ ملتے ہیں ان لوگوں کو قومی ورثہ سمجھا جاتا ہے۔

(8) ہسپتال : یہ ایک ایسی جگہ ہے جس پر جتنی دولت خرچ کی جائے کم ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مد کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ صوبہ سرحد میں صرف حیات ٹیچنگ اور لیڈی ریڈنگ ہسپتال ہیں سارے صوبے کا لوڈ ان پر ہے صوبہ بھر کے مریض یہاں آتے ہیں حالانکہ ہر ضلع میں ایسا ہسپتال ناگزیر ہے جس میں ہر قسم کا علاج مہیا ہو تاکہ کسی ضلع کا مریض دوسرے ضلع میں نہ بھیجا جائے یہاں تو موٹر وے بن رہی ہے موٹر وے بنیادی ضرورت نہیں بلکہ ملکی معیشت کی کمر توڑ دی ہے۔

اسراف اور تبذیر کے چند مواقع ذکر کردیئے جو ملکی معیشت پر زبردست بوجھ ہیں اس کے باوجود بعض کم فہموں کی نظر میں مدارس دینیہ کے طلباء اور علماء ملکی معیشت پر اضافی بوجھ ہیں۔ اول تو ان کو بوجھ سمجھنا گناہ ہے کیونکہ ملک و قوم بلکہ پوری دنیا کے لئے ان کا وجود ناگزیر ہے۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ آج تک بجٹ میں ان مدارس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں ہوئی۔ رقم بھی مختص نہیں کرتے اور بوجھ بھی سمجھتے ہیں۔ پتہ نہیں کونسا بوجھ مراد لیتے ہیں شاید ان کی دین بے زار طبیعتوں پر دیندار لوگ بوجھ بنتے ہیں اگر حکومتوں کی شروع سے دیگر شعبوں کی طرح دین اور اہل دین کے لئے بجٹ میں سے حصہ نکالنے کی عادت ہوتی تو پھر ان حضرات کو یہ بات کہنے کی گنجائش ہوتی کہ مدارس دینیہ بوجھ ہیں اگر چہ یہ کہنا بھی ناجائز ہوتا

۲/۳

دین اور اہل دین کے ساتھ تعاون تو عوام کر رہے ہیں اور وہ اپنی بھی خوشی سے اس
لئے کہ اس میں آخرت کی نجات اور ثواب سمجھتے ہیں اور تکلیف ان نادانوں کو ہو
رہی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی معیشت کے ذمہ دار اور ٹھیکیدار صرف یہی
لوگ ہیں۔

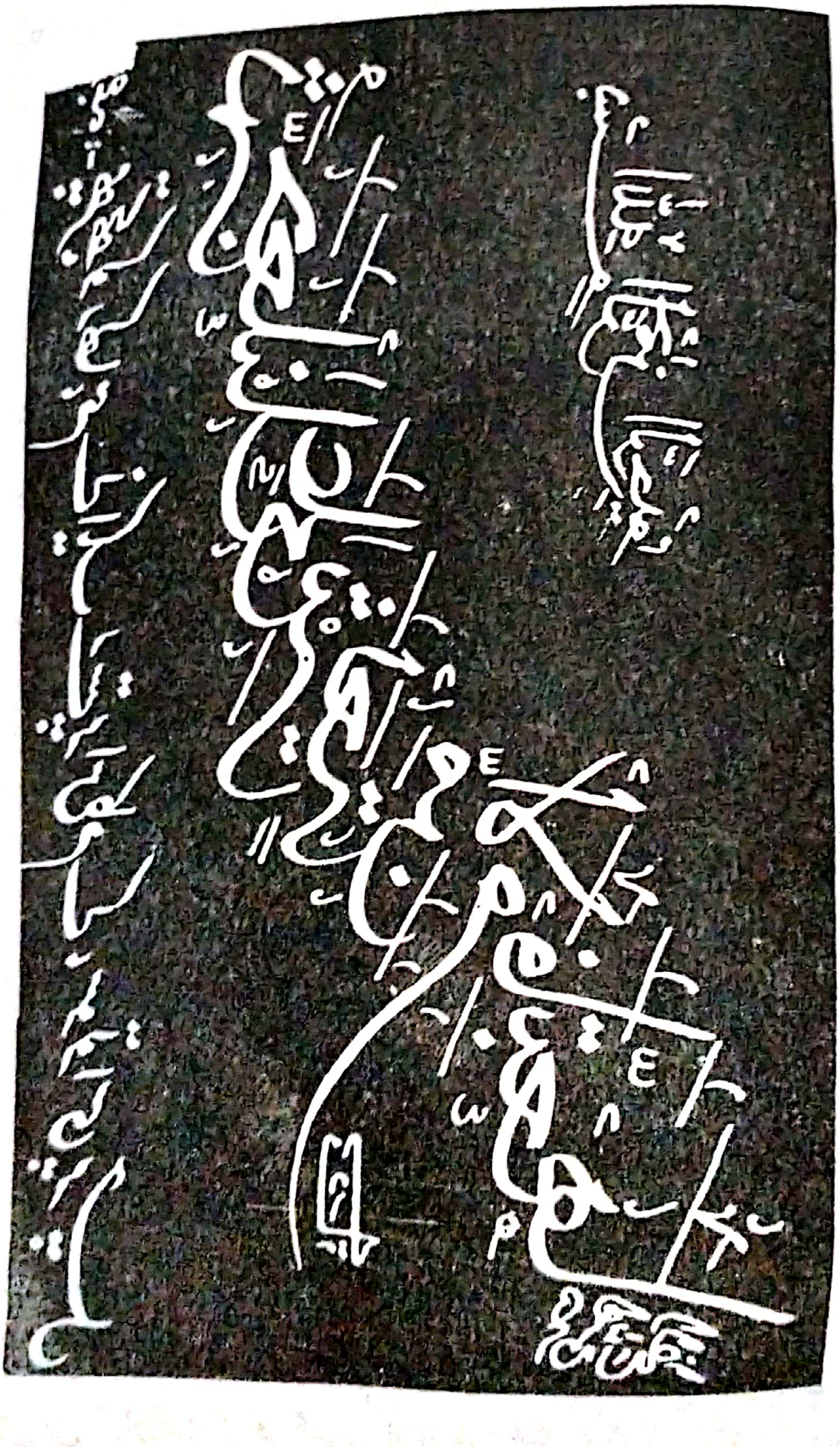

صوبہ سرحد میں عیسائیوں کی یلغار

کونڑ میں مقامی عیسائی تنظیم
پشاور قبائلی علاقوں اور افغانستان کے صوبوں ننگرہار اور
اور غیر ملکی این جی اوز کے ذریعے عیسائیت پھیلانے کے مذموم منصوبے کا آغاز
ہوا ہے پشاور کے نواحی دیہات اور افغان مہاجر کیمپوں میں لاکھوں ڈالر کی لاگت سے
اردو ' پشتو ' فارسی اور انگریزی زبانوں میں انجیل کے ترجموں پر مبنی دل آزار لٹریچر
کھلے عام تقسیم کیا جارہا ہے اور غیر ملکی نشریاتی اداروں سے پشتو سمیت کئی زبانوں میں
عیسائیت کے پرچار پر مبنی ڈراموں کے لئے ساڑھے تین لاکھ امریکی ڈالر کی خطیر رقم
مختص کردی گئی ہے تفصیلات کے مطابق پشاور کے نواحی علاقوں لنڈی ارباب '
زئی ' ورسک روڈ اور متعدد دیہات میں عیسائیت کا پرچار عیسائی دوشیزاؤں کے ذریعے
باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت کیا جارہا ہے ان دیہات میں عیسائی خواتین کا ایک
گروہ یرقان اور ملیریا سے بچاؤ کے ٹیکے لگانے کے نام پر گھروں کے اندر داخل ہوتی
ہیں خواتین خانہ سے ان کے شوہروں اور بھائیوں وغیرہ کی آمدنی کے بارے میں پوچھ
گچھ کرکے فارم پر کرتی ہیں اور جاتے وقت گھروں کے اندر انجیل کا ترجمہ شدہ لٹریچر
چھوڑ جاتی ہیں۔ جن کے ساتھ مزید لٹریچر مفت منگوانے کے لئے رابطہ اور پتہ
بھی چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

ان کتابوں پر پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور کا ایڈریس درج ہے بتایا گیا ہے کہ
ہنگو اور صوبہ سرحد کے دیگر علاقوں میں بھی مذکورہ دل آزار لٹریچر کی تقسیم دھڑا دھڑ
جاری ہے یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ پشاور میں واقع افغان مہاجر کیمپوں
کچہ گڑھی اور ناصر باغ میں بچوں اور بڑوں کے لئے پشتو ' فارسی اور انگریزی زبانوں
میں تیار کردہ عیسائیت کا لٹریچر تقسیم کیا جارہا ہے جن میں بعض مرتدوں کی کتابیں
شامل ہیں بچوں کے لئے دلچسپ کہانیوں کا لٹریچر خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہے
میں دل آزار مواد کو غیر محسوس انداز میں شامل کیا گیا ہے پاکٹ سائز کے انجیل

اور زبور کے ترجموں پر مبنی کتابچوں کی تقسیم بھی مہاجر کیمپوں میں جاری ہے علاوہ ازیں ناصر باغ کیمپ میں مہاجر خواتین کو گھی کے ڈبے اس شرط پر مفت دیئے جارہے ہیں کہ وہ مہاجر کیمپوں میں عیسائی تنظیموں اور این جی اوز کے مدرسہ مریم میں انجیل کے درسوں میں شرکت کرلیا کریں جبکہ خواتین کو ٹیلرنگ اور قالین سازی کی تربیت دینے والے اداروں میں بھی افغانی خواتین کو کھلے عام انجیل کے درس دیئے جارہے ہیں بتایا گیا ہے کہ چند ماہ قبل امریکی نائب وزیر خارجہ میڈیلین البرائیٹ "مدرسہ مریم" کا دورہ کرنے کے لئے خصوصی طور پر پشاور آئی تھیں قابل اعتراض لٹریچر اور کتابوں پر دارالعلوم لائبریری ایس ٹی جونز کیتھیڈرل چرچ سرسید روڈ پشاور کی مہریں بھی لگائی گئی ہیں ذرائع کے مطابق بی بی سی اور دیگر غیر ملکی نشریاتی اداروں سے پشتو ڈرامہ "نوے کور" نوے جوند" (نیا گھر، نئی زندگی) کے عنوان سے نشر کیا جاتا ہے جس میں عیسائیت کی پرچار کی جاتی ہے ادھر افغان مہاجر کیمپوں میں عیسائیت پر مبنی لٹریچر کی تقسیم روکنے کے لئے حلقہ الدعوت السلفیہ نامی تنظیم قائم کی گئی ہے جس کے عہدیداروں مرکزی امیر عبدالرحمان محتاج، ناظم اعلیٰ عبدالرؤف، خزانچی سمیع اللہ ربانی اور ناظم نشرو اشاعت عبدالواحد سلفی نے گورنر سرحد وزیراعلیٰ سرحد، کمشنر افغان مہاجرین اور افغان حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ صوبہ سرحد اور افغان مہاجر کیمپوں میں عیسائیت کے دل آزار لٹریچر کے تقسیم کا سلسلہ فوری طور پر بند کیا جائے ان عہدیداروں کا کہنا ہے کہ جلال آباد اور کونڑ میں مذکورہ لٹریچر کی تقسیم جاری ہے جس کی ہم مزاحمت کریں گے۔

Scanned with CamScanner

بھارتی وزیر اعظم واجپائی ایشیاء میں ہٹلر کا کردار ادا کر رہے ہیں

دوسری جنگ عظیم جو چھ کروڑ انسانوں کو نگل گئی بہت سے اقوام کو غلامی کی زنجیر میں جکڑ دیا ہے بے شمار انسانوں کو غیر انسانی اذیت ناک سزاؤں اور قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑا اقتصادی تباہی کا حساب آج تک ماہرین کے دست رس سے باہر رہا۔

فاتح اور مفتوح دونوں کی بربادی اور خانہ ویرانی کا سبب ہوئی ان نتائج کو دیکھتے ہوئے ساری دنیا تیسری جنگ کے تصور سے لرزہ براندام رہتی ہے بڑی طاقتوں کی کوشش ہے کہ تیسری جنگ جو ایٹم بم سے زیادہ مہلک ہتھیاروں کی متحمل ہوگی سے دنیا کو بچایا جائے۔ روس اور امریکہ نے دنیا کو دو دھڑوں میں تقسیم کرکے سرد جنگ کا آغاز کردیا تھا ہر فریق نے اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے دفاعی معاہدوں کے نام سے وارسا اور نیٹو کے محاذ قائم کئے اور اپنے اپنے تحفظ کے لئے ایک دوسرے سے زیادہ زہریلے اور تباہ کن اسلحہ کی ایجادیں کیں بایں ہمہ ہر فریق کو یقین ہے کہ تیسری جنگ ساری دنیا کی تباہی کا پیش خیمہ ہوگی۔ اس لئے ان کی اولین کوشش یہ ہے کہ ان حالات کے ہوتے ہوئے تیسری جنگ نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر بعض ناگزیر حالات نے دنیا کو اس سے دوچار کردیا تو پھر ہر فریق کی ترجیح یہ ہوگی کہ اس مصیبت اور تباہی کو اپنی سرزمین سے ٹال کر ایشیاء اور افریقہ کی صحراؤں پر مسلط کیا جائے۔

بھارت میں واجپائی کے اقتدار میں آنے کے بعد یوں محسوس ہوتا ہے کہ واجپائی ایشیاء میں ہٹلر کا کردار ادا کر رہا ہے مزید افسوس کا مقام یہ ہے کہ قیام امن کے مدعی بین الاقوامی ادارے بھی لیگ آف نیشن جیسی سرد مہری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اگر لیگ آف نیشن ہٹلر کے اسٹریا پر قبضے کے خلاف جراتمندی کا مظاہرہ کرکے انسدادی کارروائی کر لیتے تو ہٹلر کو مزید وحشیانہ اقدامات کا حوصلہ نہ ہوتا اور دنیا اس تباہی سے

دوچار نہ ہوتی آج بھی اگر اقوام متحدہ سلامتی کونسل اور دوسرے بین الاقوامی قیام امن کے مدعی ادارے بھارت کے غیر ضروری ناجائز ایٹمی دھماکوں کا موثر نوٹس لیکر حقیقتاً انسدادی کارروائی کرتے تو کشیدگی کی یہ فضاء پیدا نہ ہوتی۔ پاکستان دفاعی کارروائی پر مجبور نہ ہوتا۔

نہیں دن گزرنے کے باوجود اقوام متحدہ سلامتی کونسل اور دوسری عالمی ادارے جنگ کو روکنے کے لئے اپنے فرائض منصبی پورے کرنے سے قاصر رہے ہیں بھارت مست ہاتھی کی طرح آزاد کشمیر کے حدود میں ناجائز مداخلت کرکے غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کرچکا ہے جس کے ردعمل کے طور پر پاکستان کو مجبوراً" جوابی کارروائی کرنی پڑی اور ملک کے اندر ایمرجنسی کا نفاذ بھی اسی کا شاخسانہ ہے مغربی ممالک امریکہ اور یورپ کا یہ زعم کہ یہ جنگ ایشیاء تک محدود رہے گی خیال خام جنون اور جدید آلات کے ایجاد سے جہالت یا تغافل کی علامت کے سوا کچھ نہیں جدید سائنس کے آئے دن مہلک ترین زہریلے اور ساری دنیا کو اپنے لپیٹ میں لینے والے نئے ایجادات نے محدود جنگ کو بھی غیر محدود بناکر رکھ دیا ہے پاکستان اور بھارت کی تباہی کے متعلق نیوز ویک میگزین کے آٹھ جون کی رپورٹ اور تجزیئے سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس ایٹمی جنگ کی براہ راست زد یقیناً" پاک بھارت پر پڑے گی اور اس سے تباہی کے اندازے شاید ایک حد تک قرین قیاس بھی ہوں لیکن امریکی مبصرین کا یہ انداز فکر کہ اس ایٹمی جنگ سے امریکیوں کو کوئی نقصان نہ ہوگا امریکیوں کو اس جنگ میں کوئی مداخلت نہیں کرنی چاہئے اور نہ کوئی اور مغربی ملک مداخلت کرے ان کے فکری افلاس کا بین ثبوت ہے دنیا کے کسی بھی مفکر اور عسکری ماہر کے ہاں یہ سوچ ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہوسکتی تاریخ گواہ ہے کہ جنگ کا آخری انجام عسکری ماہرین کے ابتدائی منصوبہ بندی کا پابند نہیں رہا۔

افغانستان کے ہاتھوں روس جیسی سپر طاقت کا پاش پاش ہونا اس کی زندہ مثال ہے یہ جنگ اگرچہ وسطی ایشیاء کے خطہ پر لڑی گئی لیکن اس نے یورپ میں بھی زلزلہ برپا کردیا جرمنی کی غلامی کی زنجیریں کٹ گئیں وارسا اور نیٹو کی دیواروں میں تزلزل

۳/۱۹

آگیا۔ امریکہ کو اپنے تحفظ کی خاطر نیو ورلڈ آرڈر کے نام سے نئی دیواریں چننی پڑیں اور ابھی بہت سے ممالک کے نقشے بدل گئے اس لئے یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ امریکہ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا ایک اندازہ کے مطابق اس ایٹمی جنگ سے دس کروڑ انسانوں کی ہلاکت کا خدشہ ہے یہ سب کے سب ایشیائی نہیں ہونگے۔ امریکیوں کو یہ بھی سوچنا ہوگا کہ یہ جنگ غیر محدود بھی ہو سکتی ہے جس سے مغربی ممالک بھی محفوظ نہیں رہ سکیں گے اقوام متحدہ سلامتی کونسل اور دوسرے عالمی اداروں کا فرض ہے کہ ابھی سے بھارت کو لگام دیں بصورت دیگر یورپ اور بھارتی نجومیوں کی پیشنگوئیاں بھی معرض وجود میں آسکتی ہیں کہ بیسویں صدی کے اختتام پر عالمی جنگ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

خوب صورتی اور پائیداری کی ضمانت
بہترین اور دیدہ زیب چپس
خریدنے کے لئے
یاد رکھیں
گل چپس فیکٹری
گل چپس فیکٹری ورسک روڈ پشاور
فون نمبر 273281

اخبار عالم

یہودی جرائم میں سب سے آگے......!

مولانا حمید اللہ

یروشلم (ایم ایل آئی) اسرائیل میں جرائم کی شرح میں خوفناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے اور پولیس کی طرف سے یہودیوں میں جرائم کے اعداد و شمار میں بتایا گیا ہے کہ موجودہ سال میں 1997ء کی نسبت جرائم کی شرح زیادہ ہوگئی ہے جس کے اعداد و شمار یہ ہے اسرائیل میں ہر سوا منٹ میں ایک جرم ہوتا ہے ہر پانچویں گھنٹے میں ایک ڈاکہ پڑتا ہے ہر 21 ویں منٹ میں ایک پر تشدد کارروائی ہوتی ہے ہر دوسرے منٹ میں ایک چوری ہوتی ہے ہر چھ گھنٹے بعد اغواء کی مسلح کارروائی ہوتی ہے اور ہر گیارہویں منٹ میں ایک گاڑی چوری ہوتی ہے ہر 15 ویں منٹ میں گھر میں زبردستی گھس کر زنا ہوتا ہے اسرائیل میں 1990ء کے بعد سے ہر قسم کے جرم یعنی قتل، ڈکیتی، چوری اغواء زناء بالجبر، مار دھاڑ اور دیگر جرائم کی شرح اضافہ سو فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اسرائیلی پولیس نے 1997ء میں تین لاکھ 66 ہزار 727 ایف آئی آر درج کیں جو 1996ء کے مقابلہ میں 6ء 15 فیصد زیادہ ہے 1997ء میں 1996 کی نسبت 3ء 33 فیصد زیادہ قتل ہوئے۔

سوڈان

اقوام متحدہ کا کہنا ہے کہ جنوبی سوڈان میں جن لوگوں کو فاقہ کشی کا سامنا ہے ان کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے اور اب بارہ لاکھ افراد کو خوراک کی فوری ضرورت ہے عالمی ادارہ صحت نے کئی علاقوں میں ہنگامی بنیادوں پر خوراک پہنچانے کے لئے کہا ہے یہ وہ علاقے ہیں جن کو پہلے ہی قحط زدہ علاقہ قرار دیا جاچکا ہے قحط سے متاثر ہونے والی علاقوں سے آنے والی اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ خوراک کے مراکز بچوں سے بھرے ہوئے ہیں جن کے جسم بھوک کی وجہ سے سوکھ کر کانٹے بن

گئے ہیں اقوام متحدہ ان افراد کو بھی خوراک فراہم کرنے کی کوشش کر رہی ہے جو سرکاری فوج اور باغیوں کے درمیان لڑائی کی وجہ سے اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

ترک

18 جون کے اخباری اطلاع کے مطابق ترک فوج نے 168 فوجی افسروں کو اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی رکھنے کے جرم میں فوج سے برطرف کردیا گیا ہے اس بات کا فیصلہ یہاں فوج کی اعلیٰ اختیاراتی کونسل کے اجلاس میں کیا گیا اجلاس کی صدارت ترکی کی وزیراعظم مسعود یلماز فوج کے سربراہ جنرل اسماعیل اور دوسرے سرکردہ جرنیلوں نے شرکت کی 168 فوجی افسروں پر یہ الزام ہے کہ وہ اسلام پسندوں سے ہمدردی رکھتے ہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے کونسل کے اجلاس کے بعد جاری ہونے والے بیان میں کہا گیا ہے کہ برطرف ہو ہونے والے فوجی افسروں کو فوجی یا کسی دوسری عدالت میں اپیل کا حق حاصل نہیں ہے فوجی ترجمان نے کہا کہ یہ کارروائی اس مہم کا حصہ ہے جس کے تحت ملک کے سیکولر آئین کا تحفظ کرنا ہے انہوں نے کہا کہ فوج اور دوسرے اداروں میں اسلام کی تبلیغ یا اسلامی تعلیمات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فوج ملک کے سیکولر آئین کا تحفظ کرتی رہے گی یاد رہے گذشتہ دو سال کے دوران فوج نے الزامات کی بناء پر سینکڑوں فوجی افسروں کو برطرف کردیا ہے فوج کو حکومت سے شکایت رہی ہے کہ وہ اسلام پسندوں کے خلاف کوئی سخت قدم اٹھانے میں ناکام رہی ہے فروری میں حکومت اور فوج کے مابین یہ طے پایا کہ پارلیمنٹ ایسا قانون پاس کرے گی جس سے مذہبی انتہاء پسندی کو روکنے میں مدد ملے گی لیکن حکومت کے بہت سارے ممبران نے اس پالیسی کی مخالفت کی جس کی وجہ سے ایسا کوئی قانون نہ بن سکا فوج ترکی کی جمہوریت اور آئین کا اپنے آپ کو محافظ سمجھتی ہے۔

۰ ۔۔۔۔ ۰

(۱) دنیا میں روزانہ 35 ہزار افراد بھوک سے مرتے ہیں

انسانی حقوق کی عالمی تنظیم "ایمنسٹی انٹرنیشنل" کے 1998ء کے لئے اپنی جاری کردہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۱۱۷ ممالک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں جاری ہیں انسانی حقوق کے بین الاقوامی اعلامیے پر دستخطوں کے پچاس سال بھی پورے ہونے کے باوجود دنیا سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ نہیں ہوسکا ان ممالک میں ماورائے عدالت ہلاکتیں عدالتی قتل، سیاسی بنیادوں پر قید اور تشدد کا سلسلہ جاری ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے سیکرٹری جنرل نے بتایا کہ اس وقت دنیا میں ایک ارب تیس کروڑ ایسے افراد ہیں جن کو ایک ڈالر روزانہ کی آمدنی سے کم میں گزارہ کرنا پڑ رہا ہے روزانہ 35 ہزار افراد غذا کی کمی اور قابل علاج بیماریوں کے ہاتھوں دم توڑ جاتے ہیں ایک ارب افراد لکھ اور پڑھ نہیں سکتے جبکہ دنیا کے نصف ممالک میں تحریر و تقریر اور سیاسی بنیادوں پر لوگوں کو گرفتار کرلیا جاتا ہے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں نہ صرف ریاستیں ملوث ہوتی ہیں بلکہ حکومت مخالف مسلح گروہ بھی قتل و غارت میں ملوث ہوتے ہیں۔

اا ٭ اا

برمی مسلمانوں کے ناگفتہ بہ مصائب و آلام

ڈاکٹر محمد عبد الحق

میرا برما کا حالیہ دورہ نہایت الم انگیز اور پریشان کن تھا- میں نے برما کے مسلمانوں کو رنگون کے حکمرانوں کی فرنٹیئر گارڈ فورس کے ہاتھوں انتہائی تکلیف دہ اور اذیت ناک مصائب میں مبتلا پایا- وہ ظالم و جابر حکومت کے ظلم و جبر اور ریاستی تشدد کو برداشت کر رہے ہیں- اگرچہ پوری دنیا میں مسلمان اقلیتیں ظلم و ستم کا شکار ہیں مگر برما کے مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے- جنرل نے ون کی بدھ حکومت کے ظلم و تشدد کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں-

☆ ۱۹۶۲ء میں جمہوریت کی بساط لپیٹ کر جب فوجی ٹولہ برسر اقتدار آیا تو اس کی پالیسیوں کا سب سے زیادہ نقصان مسلم اقلیت کو اٹھانا پڑا- فوجی ٹولے کے فیصلوں اور نافذ کیے گئے قوانین کے ہاتھوں مسلمانوں کی زمین، جائیدادیں اور چاول کی چھوٹی چھوٹی دکانیں تک نہ بچیں-

☆ اراکان کے مسلمان تجارت کے شعبے میں ایک اہم مقام رکھتے تھے، ان کی اقتصادی حالت پر ضرب کاری لگانے کے لئے بغیر کسی پیشگی اطلاع و اعلان کے ۵۰ اور ۱۰۰ کے نوٹ منسوخ کر دیے گئے-

☆ مسلمانوں پر برسر اقتدار سوشلسٹ پارٹی میں شمولیت پر پابندی لگا دی گئی، مقصد مسلمانوں کو ہر میدان میں پیچھے رکھنا تھا-

☆ ۱۹۶۳ء میں مسلم اکثریتی صوبے اراکان سے مسلمانوں کو بے دخل کرنے کے ۲۰ سالہ منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا- مسلمانوں کو ظلم و جبر کا شکار بنایا جانے لگا۔

وہاں سے ہجرت کر جائیں اور ان کی زمین اور جائیدادیں بودھوں کو دے دی جائیں۔

مسلم اوقاف کی زمینوں اور مسلمانوں کی جائیدادوں کی ضبطی شروع ہو گئی۔

تاریخی مساجد کو سوروں کے باڑوں اور فوجی بیرکوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ فوجی جن مسجدوں میں جاتے بوٹوں سمیت داخل ہو کر شراب نوشی کرتے۔

☆ بے گناہ مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ اور تفتیشی مراکز میں ان پر تشدد کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

☆ بیرون ملک مسلمانوں کے سفر پر پابندی لگا دی گئی اور اندرون ملک نقل و حمل کی آزادی بھی چھین لی گئی۔

☆ مسلمانوں سے جبراً بیگار لی جانے لگی۔ انہیں مزدوری دیے بغیر بندوق کی نوک پر سڑکوں کی پٹریاں بنانے اور پہاڑوں پر فوج کے لئے مورچے کھودنے پر لگا دیا جاتا (یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے)

☆ تجارت، درآمد اور صنعت کے دروازے بھی مسلمانوں کے لئے بند کر دیے گئے۔

☆ مسلمان خواتین کی اس طرح تذلیل و تحقیر شروع کی کہ انہیں بے حجاب کر کے فوجی کیمپوں میں کام پر لگا دیا جاتا اور مزدوری تک نہ دی جاتی۔

☆ مساجد، اسلامی سکولوں اور قبرستانوں کی بے حرمتی، ضبطی اور انہدام کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

☆ بغیر کوئی وجہ بتائے مسلم دانشوروں اور علماء کی غیر معینہ مدت کی حراست کے لئے گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

☆ تمام حکومتی محکموں میں مسلمانوں کے ساتھ نسلی امتیاز برتا جانے لگا اور برطانوی دور سے جو مسلمان اہم پوزیشنوں پر کام کر رہے تھے انہیں مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا گیا۔

☆ بین الاقوامی کانفرنسوں، سمپوزیمز اور سیمینارز میں شرکت کے لئے مسلمانوں پر

۳۴۳

پابندی لگادی گئی۔ مسلمانوں کے لئے بیرون ملک حج کے لئے بھی سفر ممنوع قرار دے دیا گیا۔

☆ سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلم طلباء و طالبات پر تعلیم کے لئے بے شمار رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں اور بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے پر پابندی لگادی گئی۔

☆ مسلمانوں کے لئے سیاسی پارٹی، سوشل سوسائٹیز اور فلاحی ادارے بنانے پر بھی پابندی لگادی گئی اور بین الاقوامی فلاحی تنظیموں کو اراکان میں کام کرنے سے روک دیا گیا۔

☆ عید الاضحیٰ پر قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے پر پابندی لگادی گئی۔

☆ مسلمانوں پر کسی قسم کا کوئی سکول کھولنے پر بھی پابندی لگادی گئی۔

☆ مسلمانوں کے علاقوں میں بودھ بستیوں کی تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔

☆ اراکان میں اسلامی یادگاروں کو مٹایا جانے لگا تاکہ برما کو مکمل بودھ ملک بنایا جا سکے۔

☆ مسلمان نوجوانوں میں بودھ کلچر کو جبراً فوج کے ذریعے پھیلایا جانے لگا۔

☆ مسلمانوں پر سرکاری ہسپتالوں سے علاج معالجہ کی سہولتوں سے فائدہ اٹھانے پر پابندی لگادی گئی اور مفت تعلیم کی سہولت بھی ان سے چھین لی گئی۔

☆ مسلمان نوجوانوں کو مجبور کیا جانے لگا کہ وہ اپنے اسلامی نام تبدیل کر کے بودھ نام رکھیں اور اسلامی لباس پہننا بند کر دیں۔

☆ ۱۹۸۲ء میں امیگریشن کے نئے قوانین نافذ کئے گئے اور تمام روہنگیا مسلمانوں کو برمی شہریت سے محروم کر کے انہیں ایسے غیر ملکی قرار دے دیا گیا جو غیر قانونی طور پر برما میں داخل ہوئے تھے۔

☆ برمی حکام اراکان میں مسلمانوں کی شرح پیدائش سے بھی خوف زدہ ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ شرح پیدائش ان کے مفادات اور منصوبوں کے لئے انتہائی مضر ہے۔

برمی حکام مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لئے مسلم نوجوانوں میں

بدھ کلچر کا جبرأ نفوذ چاہتے ہیں۔وہ مسلمانوں کو اسلامی رسوم ورواج کو ترک کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔اس سلسلے میں انہوں نے اراکان کے مسلمانوں پر سخت پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔

مثلاً

مسلمان نوجوان لڑکوں کے لئے داڑھی رکھنے اور لڑکیوں کے لئے حجاب پہننے پر پابندی ہے۔

تمام مسلمان غیر شادی شدہ لڑکیوں کو فوجی ہیڈ کوارٹر میں اندراج کرانا اور چھ ماہ کیلئے فرنٹیر گارڈ فورسز کی نگرانی میں کام کرنا لازمی ہے۔

مسلمان لڑکیوں کو بدھ مت کے پیروکاروں سے شادی پر مجبور کرنا۔

مساجد اور مدرسوں کی انتظامیہ کو دہشت زدہ کرتے رہنا۔

مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کی جبری عصمت دری'جبری بے گار'بار لیش افراد کو اجرت نہ دینا 'پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر پر مشکلات پیدا کرنا'سڑکوں اور گلیوں پر لڑکیوں کے سروں سے حجاب نوچنا'جیسے مذموم ہتھکنڈے۔

اراکان میں مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اور بنگلہ دیش میں روہنگیا مسلمانوں کے مہاجر کیمپوں کی حالت زار اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کے لئے بین الاقوامی تنظیمیں'مسلمان حکومتیں اور دیگر ادارے بلا تاخیر آگے آئیں۔گزشتہ سال مئی میں جو طوفان آیا تھا اس سے مہاجرین کی ۱۸ کیمپ تباہ ہو گئے تھے۔عالم اسلام کو ان کی ہر ممکن مدد کرنی چاہیے۔

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ جان مدرس جامعہ عثمانیہ پشاور

جیسا کہ قارئین العصر کو معلوم ہے کہ گذشتہ سال جامع کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جامع کی شوریٰ کے رکن جناب غیاث الانام صاحب نے اپنی تقریباً" چھیتالیس کنال قیمتی زمین واقع چراٹ روڈ پبی جامع کے لئے وقف کی تھی جبکہ اس کے ساتھ متصل نو کنال زمین جامعہ نے زرنقد دیکر خریدی گویا اب کل اراضی 55 کنال پر مشتمل ہے۔

طے ہوا تھا کہ نئی اراضی میں کسی قسم کی تعمیر سے پہلے اس کی چاردیواری کی جائے چنانچہ تین جولائی بروز جمعہ پانچ بجے سہ پہر چار دیواری کے سنگ بنیاد کی ایک مختصر اور سادہ تقریب کا اہتمام کیا گیا اس موقع پر علاقہ پبی کے جید اور ممتاز علماء کرام جامعہ کے لئے زمین کی خریداری میں حصہ لینے والے مخیر حضرات اور جامعہ کے پشاور شہر کے کچھ معاونین کو مدعو کیا گیا۔

تقریب کے انتظامات کے لئے جمعہ کے دن صبح ہی کچھ طلبہ دو استادوں کی نگرانی میں پہنچ چکے تھے جہاں انہوں نے آنے والے مہمانوں کے بیٹھنے کے لئے جگہ اور جلسہ گاہ بنائی۔ اس کے ارد گرد قناتیں لگائیں۔ کارپارکنگ کے لئے جگہ متعین کی وہاں تک گاڑیوں کے پہنچنے کے لئے راستہ بنایا اور مہمانوں کی ضیافت کے لئے انتظامات کئے۔

پشاور سے جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ کرام حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ کی قیادت میں چار بسوں پر مشتمل ایک قافلے کی شکل میں تقریباً چار بجے وہاں پہنچے اس کے ساتھ معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا توقع سے زیادہ حضرات تشریف لائے اس موقع پر جامعہ کے ایسے محبین اور مخلصین نے بھی شرکت کی جن تک دعوت نامے نہیں پہنچ سکے تھے مگر شدید گرمی کے باوجود انہوں

نے اس تقریب سعید میں حاضری دی جلسہ گاہ کے ارد گرد اور جراٹ روڈ پر گاڑیاں تھوڑی دیر میں یہ آکر رک رہی تھیں یہ بیابان ایک عظیم الشان اور پروقار اجتماع کا منظر پیش کر رہا تھا اور بلاشبہ جنگل میں منگل کا مصداق تھا واضح رہے کہ جامعہ کی اس نئی اراضی کے قرب و جوار میں کاشتکاروں کے چند کچے مکانات کے سوا کوئی آبادی نہیں۔

حافظ عطاء اللہ شاہ صاحب کی تلاوت سے اس پر نور تقریب کا آغاز ہوا صدارت کے لئے جامعہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا حکیم لطف الرحمان صاحب کا نام پیش کیا گیا جس کی تائید کی گئی اور ان کی صدارت میں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے اس وسیع قطعہ اراضی کے واقف اور جامعہ کے بے لوث خادم حاجی غیاث الانام صاحب نے تقریر کی ۔ موصوف ایک خوش بیان مقرر اور بہترین شاعر بھی ہیں موصوف نے اپنی تقریر اور منظوم کلام میں جامع کے لئے وقف کی ہوئی اراضی کی بارگاہ رب العزت میں قبولیت اور آج اس کی سنگ بنیاد کو نہ صرف اپنے لئے سعادت گردانا بلکہ یہاں مجوزہ عظیم دینی ادارے کے قیام کو اس علاقے بھر کے لئے اور پورے خٹک نامے کے لئے بہت بڑی سعادت اور غنیمت قرار دیا۔

جامع کے بانی و مہتمم حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اس قیامت خیز گرمی میں اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری دعوت پر اس وادی غیر ذی زرع میں تشریف لائے اور تپتی ہوئی ریت پر بچھائی گئی دریوں پر گھنٹوں بیٹھ کر دین متین کے احیاء و اشاعت کے لئے قربانی دینے کے عزم کا عملی مظاہرہ کیا۔

حضرت مفتی صاحب نے مستقبل کے ارادوں اور منصوبوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں بہت جلد ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں آئے گا بظاہر اس کے لئے کوئی مادی اسباب موجود نہیں لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین ہے جس نے ہمیں یہ زمین دی ہے وہی اس کی تعمیر کے لئے غیب سے اسباب بھی مہیا فرمائے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

انہوں نے فرمایا کہ اس ادارے میں اکابر کا وضع کردہ نصاب تعلیم پڑھا کر طلبہ میں علوم دینیہ رسوخ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ فضلاء کے لئے عصری علوم میں مختصر مدت کا ایک جامع نصاب وضع کیا جائے تاکہ یہاں کا فاضل نہ صرف ایک جید عالم دین ہو بلکہ وہ اس کے ساتھ ساتھ عصری تقاضوں سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور اس میں جدید دور کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی بھی صلاحیت ہو۔

مفتی صاحب نے یتیم بچوں کے لئے منصوبے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ مسلمانوں کے یتیم بچوں کو عیسائی مشنریاں اور دوسری غیر مسلم تنظیمیں مفت تعلیم دلا کر ان کے عقیدے و عمل کو بگاڑ رہی ہیں ملک بھر میں ایسے فلاحی اداروں کی ضرورت ہے جو یتیموں کو مفت تعلیم دلاکر انہیں عیسائیوں کی گود میں جانے سے بچائیں جامعہ کے زیر انتظام بھی ایک ہائی سکول قائم کیا جائے گا جس میں انہیں مفت تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ انہیں عقیدہ و عمل کے اعتبار سے ایک بہترین مسلمان بنانے کی کوشش کی جائے گی مفتی صاحب نے اس موقع پر بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے مدرسۃ البنات کے قیام کے منصوبے کا اعلان بھی فرمایا تقریر کے آخر میں ایک بار پھر مفتی صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ورود مسعود کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔

اس نشست کے آخر میں جامعہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا حکیم لطف الرحمان صاحب نے مختصر خطاب میں طلبہ علوم دینیہ کی عظمت اور مدارس کی اہمیت پر

روشنی ڈالتے ہوئے جامعہ عثمانیہ کی پڑھائی نظم و ضبط اور بچوں کی اچھی تربیت کا ذکر کیا اور اس تھوڑے سے عرصہ میں جامعہ کی بے مثال ترقی کو حضرت مفتی صاحب کے اخلاص اور دعاؤں کا ثمرہ قرار دیا۔

انہوں نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ آپ میں سے ہر ایک اس مدرسہ کا سرپرست ہے تو جتنا بھی ہوسکے مدرسہ کی ترقی کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔

حضرت حکیم صاحب کے تقریر کے بعد نماز عصر کا وقت تھا باجماعت نماز پڑھنے کے بعد حضرت مفتی. صاحب نے دعا کی حاضرین مجلس کو ترغیب دیدی کہ ان مبارک لمحات میں جامعہ کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے دعا مانگیں دعا کی کیفیت قابل دید تھی پوری فضاء آہ بکا سے گونج رہی تھی سب حضرات اللہ تعالیٰ سے قبولیت اور جامعہ کی ترقی کے لئے دعا مانگتے رہے۔

دعا کے بعد جامعہ کے سرپرست اعلیٰ حضرت حکیم صاحب نے چار دیواری کا سنگ بنیاد رکھا اور ایک بار پھر دعا ہوئی چنانچہ مہمانوں کے لئے پرتکلف چائے کا اہتمام کیا گیا تھا سنگ بنیاد سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ کی طرف سے مہمانوں کی چائے سے خاطر تواضع کی گئی اور مغرب کے قریب یہ سادہ مگر پروقار تقریب اختتام کو پہنچی۔چار دیواری کا کام آزاں دم تا این دم جاری ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ رکے بغیر تکمیل تک جاری رہے گا و ماذالک علی اللہ .بعزیز۔

سعادت مند ہونگے وہ اہل خیر جو اس کار خیر میں اپنی حلال کمائی سے حصہ لیں گے اور بصورت نقد یا سریا اور سیمنٹ دے کر تعاون فرمائیں گے۔

انتقال پر ملال

مولانا محمود احمد

صوبہ سرحد کے نامور مفتی اور مایہ ناز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبداللطیف صاحب فاضل دیوبند 8 جولائی 1998ء بمطابق 13 ربیع الاول بروز بدھ داعئی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل حق ہوئے۔

اناللہ و اناالیہ راجعون ط

موصوف اکابر دیوبند کے ترجمان اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں شمار ہوتے تھے حق گو اور بے باک عالم دین تھے علمی میدان میں آپ کی خدمات و مساعی مدتوں یاد رکھی جائیں گی شریعت کی طرح طریقت میں بھی اپنے شیخ کامل حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا اور ان کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

دارالعلوم دیوبند سے 1939ء میں فراغت کے بعد آپ نے مدرسہ رفیع الاسلام بھانہ ماڑی پشاور شہر میں دس سال تدریس کی بعد ازاں صوبے کی قدیم اور عظیم درسگاہ دارالعلوم سرحد پشاور میں تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کے منصب پر فائز ہوئے دارالعلوم سرحد پشاور میں کئی سال درس حدیث اور فتوی نویسی آپ کی زندگی کا اہم مشغلہ رہا۔

موصوف کی رحلت علمی حلقوں کے لئے یقیناً ناقابل تلافی نقصان ہے اللہ تعالٰی انہیں درجات عالیہ نصیب فرمائے۔ خدا کرے کہ آپ کے تلامذہ آپ کے مشن کو جاری رکھیں اور موصوف کی طرح ہر محاذ پر انہیں بھی دین متین کی خدمات کی توفیق نصیب ہو۔ آمین

۳۳۰

Scanned with CamScanner

تحریک عمل نفاذ شریعت

مولانا عبدالکریم صاحب

زیر صدارت حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب مدظلہ فاضل دیو بند بانی و مہتمم جامعہ نجم المدارس کلاچی و بانی تحریک ھذا

بمقام شیرانی منزل ڈیرہ اسماعیل خان 31 مئی 1998ء منعقد ہوا جس میں بالا تفاق درج ذیل قرار داد منظور ہوئی

"قرار داد تبریک" 565 کے کامیاب جہاد کے بعد یہ دوسرا مرحلہ ہے کہ آج 33 سال کے فاصلہ سے 98 میں پاکستان نے اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایٹمی دھماکے کردیئے الحمداللہ ثم الحمداللہ حکمرانوں کے ساتھ ہزار مخالفتوں کے باوجود ہم پاکستان کے حکمرانوں اور پاکستان کے غیور مسلمان اور بالخصوص ایٹمی ہتھیاروں کے معمار اور نگہبانوں اور "بالاخص بقول بعض اخبارات کے ایٹمی طاقت کے چھپے مجاہدوں" جناب عبدالقدیر خان اور ان کے ساتھیوں فوج اور سول کے تمام قائدین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے امریکہ جیسی ظالم اور دہشت گرد طویل و عریض حکومت اور یہود و ھنود کے تمام دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اور ان کی جانب سے کروڑوں ڈالروں کی امداد کی لالچ کو ٹھکراتے ہوئے پاکستان کی اسلامی حیثیت کی لاج رکھی پورے عالم اسلام کا سراونچا کردیا بلاشبہ اسلامی غیرت کا یہ مظاہرہ ملک و ملت کی حفاظت کے لئے بہت بڑا نیک شگون ہے اللہ تعالیٰ پاکستان کو اس پر استقامت عطاء فرماویں۔ آمین

شکر ہے کہ پیٹ پرستوں کی شیطانی وسوسوں میں حکومت نہیں پھنسی کہ اگر تم نے دھماکہ کردیا تو کھاؤ گے کہاں سے۔

رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ کیا یہ صدر مملکت کے سفید بالوں کی برکت ہے یا کچھ اور بلاشبہ توہین رسالت کی سزا کو برقرار رکھنے کا عزم بالجزم اور بعض اہم وزراء اور چوٹی

کے لیڈروں کا اس سلسلہ میں ایمان افروز بیانات کا بھی حکومت کی ایمانی چنگاری کو بھڑکانے میں بڑا دخل ہوسکتا ہے امریکہ کی منافقانہ پالیسی سے کھلی بیزاری اور طالبان افغانستان کی مکمل حمایت کرنے والے بیانات نے بھی یقیناً" اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کیا کہ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے محروم نہیں کرنا چاہئے علماء ملت اور دیندار مسلمانوں کا ملک کے چپہ چپہ میں توہین رسالت پر عام مسلمانوں کو جگا دینا تو ان کا منصبی فریضہ تھا ہی جس سے الحمدللہ پورا ملک جاگ اٹھا۔ خدا کرے ملک کی یہ

دینی بیداری کبھی بھی ختم نہ ہو اور

ترقی اور ہو یا رب جہاں میں دین والوں کی

مسلمانان پاکستان کی حقیقی مسرت اور کامیابی کا دن وہ ہوگا کہ (1) جب اس ملک میں آخری فیصلہ انسانوں کا نہیں اسمبلی کی اکثریت کا نہیں بلکہ قرآن و سنت اور اجماع امت کا تسلیم کیا جائے گا (2) پاک اسمبلیوں کو کفار کے ناپاک وجود سے پاک کردیا جائے گا (3) اور پاک اسمبلیوں کے معزز امیدواروں کو بھنگیوں، چرسیوں، شراب خور اور خاکروبوں کے در پر ووٹ کی بھیک نہ مانگنی پڑے گی ہاں اور پاکستانی مسلمانوں کے لئے عید کا دن وہ ہوگا کہ پاک فوج جزیرہ عرب سے امریکی فوجوں کو نکالنے کے لئے سعودی فوج کے دوش بدوش جہاد میں مصروف ہوگی۔

دستخط عہدیداران تحریک عمل

(1) حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب (2) خلیفہ عبدالقیوم صاحب خلیفہ مجاز مولانا جمیل احمد صاحب رائے ونڈ بانی و سرپرست اعلیٰ تحریک عمل عبدالکریم عفور نگران تحریک عمل حلقہ ڈیرہ "عبدالقیوم"

(3) مولانا خلیفہ غلام رسول صاحب خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ لاہور سرپرست تحریک عمل حلقہ ڈیرہ غلام رسول بقلم خود

(4) فضل قادر خان ناظم دارالمطالعہ سراجیہ و رکن تحریک عمل

جدید سائنسی معلومات

کلوننگ

اگر آپ کو اپنی آنکھ پسند نہیں تو ڈاکٹر آپ کا مماثل تیار کر کے اس کی آنکھیں آپ کو لگادے گا اور اس جیتے جاگتے انسان کو کوڑے دان کی نذر کردیا جائے گا کلوننگ کے ماہر امریکی پروفیسر ڈاکٹر رچرڈسن نے انسانی کلوننگ پر پابندیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ انسانوں کی کلوننگ کرسکتا ہے اور کرے گا واشنگٹن سے شائع ہونے والے جریدے سائنس ورلڈ رپورٹ کے مطابق کسی جاندار شے کا مماثل تیار کرنے کا عمل کلوننگ کہلاتا ہے مماثل تیار کرنے کے حوالے سے اب تک ذکر ایک بھیڑ کا ہوتا ہے ڈولی نام کی یہ بھیڑ ذرائع ابلاغ میں کسی اداکار باکسر یا سیاست دان سے زیادہ مشہور ہو چکی ہے لیکن ایک امریکی باشندے سے رچرڈ سنز پیشے کے لحاظ سے سیاست دان ہیں نے ہر طرح کی پابندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ جانوروں پر کئے جانے والے تجربات کو ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے اس کا دائرہ عمل انسان تک بڑھا دیں گے۔ اب تک انسانی کلوننگ کے دہشت ناک تصور صرف سائنس فکشن اور ڈرامے تک محدود کیا ہے تو کیا اب واقعی انسان کی کلوننگ بھی ایک حقیقت بن جائے گی دو برس قبل سکاٹ لینڈ میں سائنس دانوں نے اپنی پہلی کلون یا مماثل بھیڑ ڈولی کی کلوننگ کے ذریعے پیدائش کا اعلان کیا تو ساری دنیا میں ایک کھلبلی سی مچ گئی تھی ایک طرف سائنس دانوں کا مخصوص گروہ تھا جو سائنسی تحقیق پر ہر طرح کی پابندیوں کے خلاف تھا جبکہ دوسری طرف وہ لوگ تھے جو مماثلت کی ٹیکنالوجی کے انسانوں پر استعمال یعنی مماثل انسانوں کی مصنوعی پیدائش کے لئے اس کے استعمال کو قدرت کے دائرہ اختیار میں مداخلت اور انسان کے مستقبل کے لئے تباہ کن قرار دیتے تھے یہ ساری بحث وقتی طور پر یوں دب گئی تھی کہ کلوننگ کی ٹیکنالوجی کا انسانوں پر اطلاق رومانی خیال تھا اب امریکہ میں ایک سائنس دان نے یہ کہہ کر تہلکہ مچادیا ہے کہ وہ انسانوں کی کلوننگ کرسکتا ہے اور کرے گا کیا یہ ٹیکنالوجی جیتے جاگتے انسانوں کو حضرت انسان سے گاڑی کے فاضل

پرزہ جات کی طرح اشیاء میں تبدیل نہیں کردے گی انسانوں کے مماثل کرنے کا اعلان ہاورڈ یونیورسٹی کے تربیت یافتہ پروفیسر رچرڈسن نے کیا ہے انہوں نے کہا کہ ان کا منصوبہ امریکہ کی بجائے میکسیکو میں روبہ عمل لایا جائے گا اور اس پر 20 سے 30 لاکھ ڈالر خرچ آئے گا مماثل کی پیدائش کا قدرتی طریقہ تو یہ ہے کہ حمل کے ابتدائی درجے میں بار آور بیضہ دو یا زائد حصوں میں تقسیم ہو کر نئے اجسام تشکیل دیتا ہے۔

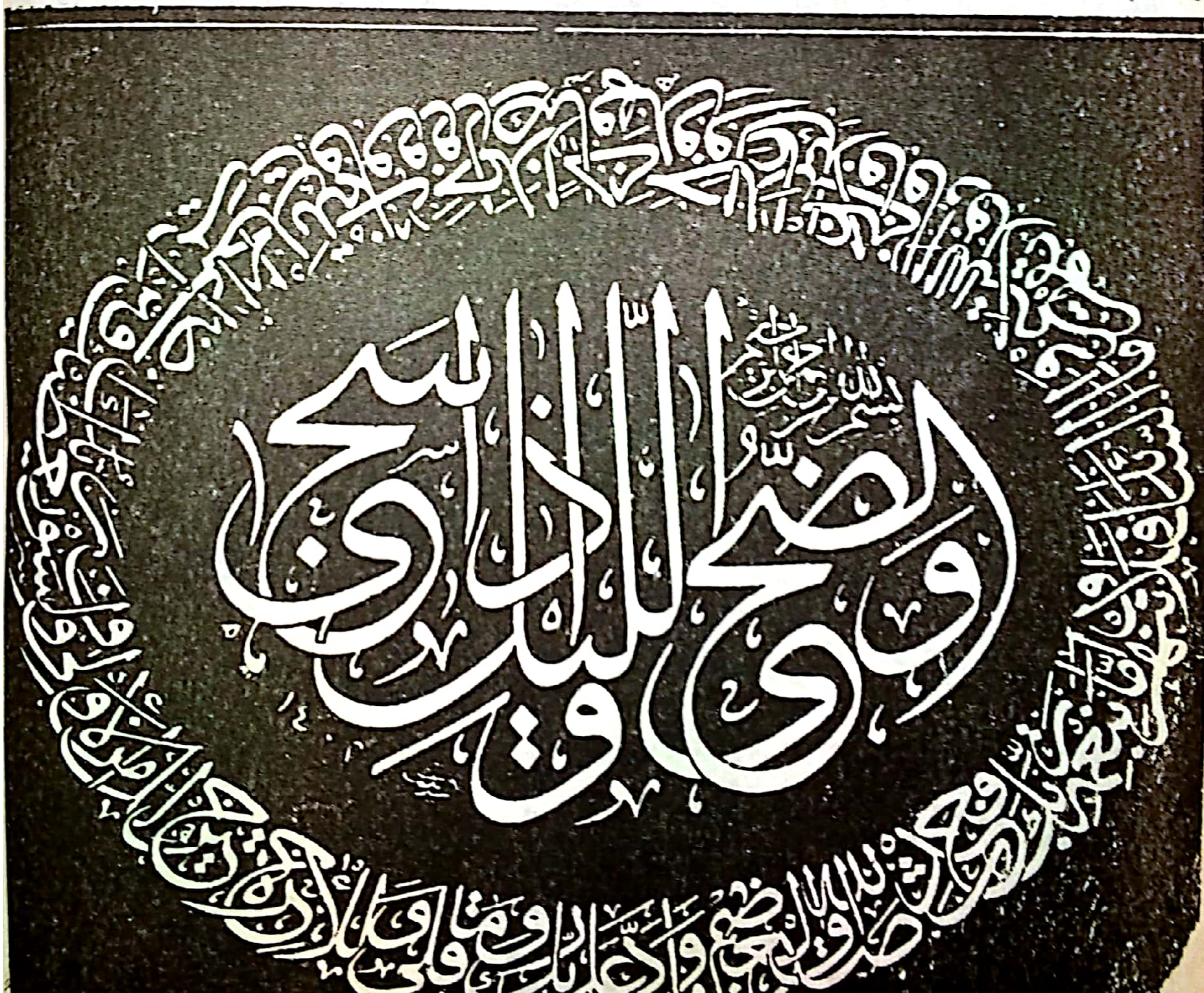

امت مسلمہ کے علمی و عملی انحطاط پر اگر آپ کو گہری تشویش ہو تو بحیثیت مسلمان فرائض منصبی کا احساس کر کے جامعہ عثمانیہ پشاور کے علمی سفر میں رفیق سفر بنیں۔ اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں دین کے لئے بروئے کار لائیں۔ العصر کو اپنے بہترین تجاویز اور اصلاحی مضامین کا ترجمان سمجھیں۔ خود جامعہ عثمانیہ کے کارکن بنیں اور حلقہ معاونین میں وسعت کے لئے داعی کا کردار ادا کریں۔

۵۳۳۳

Scanned with CamScanner

آپ کے مشورہ کی ضرورت

جامعہ عثمانیہ پشاور کے توسیعی منصوبہ تقریباً" ساٹھ کنال زمین پر عصری تقاضوں کے مطابق شاہکار ماڈل کے طرز پر اسلامی ثقافت کی حامل عمارت کے نقشہ پر کام شروع ہے۔ مجلس تعمیرات کے ارکان کی تیرہ میٹنگیں اس کے بارے میں ہو چکی ہیں۔ کسی دینی ادارہ کی عمارت میں بہترین مشورہ مالی امداد سے کم نہیں اگر آپ کے ذہن میں کوئی بہتر تجویز ہو۔ تو اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے اپنی رائے سے ہمیں مستفید فرمائیں۔

واضح رہے کہ ڈھائی ہزار طلباء کی متوقعہ گنجائش کو مدنظر رکھتے ہوئے نقشہ تیار کیا جا رہا ہے۔ جسمیں درس نظامی۔ شعبہ حفظ و تجوید۔ شعبہ تخصصات۔ کمپیوٹر سائنس۔ ماڈرن لینگوتج۔ بنات الاسلام کے لئے معیاری درسگاہ اور عثمانیہ ھائی سکول کے منصوبے زیر غور ہیں

۳۳۶

Scanned with CamScanner